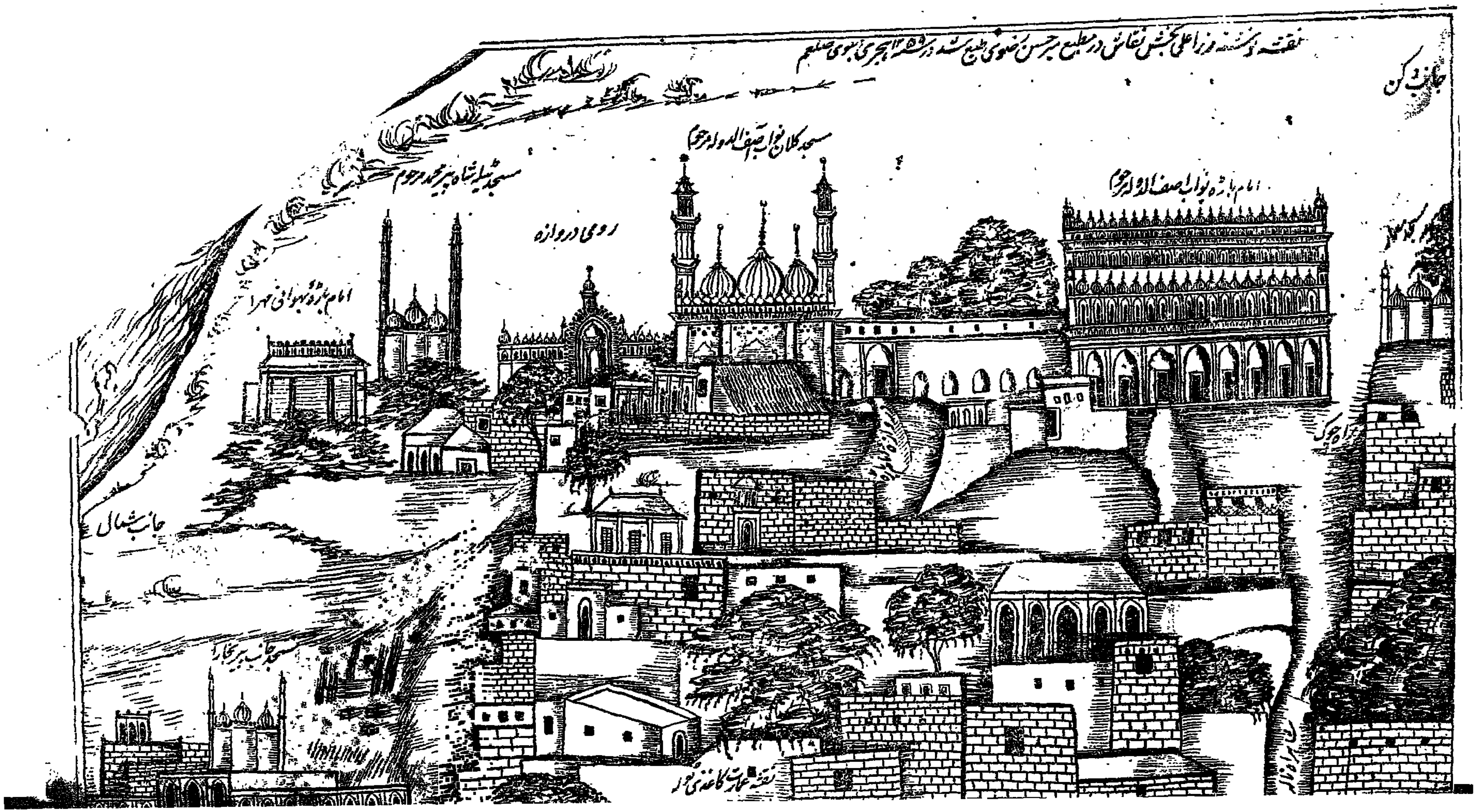


جانب دکن
مسجد کلان نواب آصف الدوله مرحوم
امام باره نواب آصف الدوله مرحوم
رومی دروازه
جانب شمال

اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَاد

الحمد للہ والمنہ کہ قصۂ عشق انگیز شیریں بے نظیر من تصنیفات میر حسن دہلوی مسمی

مثنوی میر حسن

در شہر لکھنؤ زیر اکبری دروازہ بمحلہ مجسمو ذگر در سنہ ۱۲۶۰ ہجری نبوی مقدسہ

در مطبع حسینی ملک حسن رضوی حلیۂ اختتام پوشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کروں پہلی توحید یزداں رقم — جھکا جسکی سجدہ کو اوّل قلم
سرِ لوح پر رکھہ بیاضِ جبین — کہا دوسرا کوئی تجھسا نہیں
قلم پھر شہادت کی اونگلی اوٹھا — ہوا حرف زن یوں کہ ربّ العلا
نہیں کوئی تیرا نہ ہوگا شریک — تیری ذات ہی وحدہٗ لاشریک
پرستش کی قابل ہی تو ای کریم — کہ ہی ذات تیری غفورٌ الرّحیم
رہ حمد میں تیری ای عزّ و جل — تجھی سجدہ کرتا چلوں سر کی بل
وہ الحق کہ ایسا ہی معبود ہے — قلم جو لکھی اوس سی افزود ہے
سبھوں کا وہی دین و ایمان ہی — یہ دل ہی تمام اور وہی جان ہی
تر و تازہ ہی اوس سی گلزارِ خلق — وہ ابرِ کرم ہی ہوا دارِ خلق
اگرچہ وہ بی فکر و غیور ہے — ولی پرورش سب کی منظور ہے
کسی سی بر آئی نہ کچھ کام جان — جو وہ مہرباں ہو تو کل مہرباں

اگرچہ یہاں کیا ہی اور کیا نہین
موی پر نہین اوس سی فت و گذشت
رہا کون اور کسکی بابت ...
نہان سب مین اور سب مین ہی آشکار
وہی سب مین اوس سی ہی سب مین ہی
چمن مین ہی وحدت کی یکتا وہ گل
اوسی سی ہی کعبہ اوسی سی کنشت
جسی چاہی جنت مین دیوی مقام
وہی مالک ملک دنیا و دین
سدا ہی نمود و نکی اوس سی نمود
اوسیکی نظر سی ہی ہم سبکی دید
وہی نور ہی ہر طرف جلوہ گر
نہین اوس سی خالی عرض کوئی شئے
نہ گوہر مین ہی وہ نہ ہی سنگ مین
وہ ظاہر مین ہر چند ظاہر نہین
تامل سی سمجھے اگر غور سے
اوسی گلکی ہی بو سی خوشبو گلاب
پر اوس جوشمین آکی بہنا نہین
قلم کو زبان لاوی اپنی ہزار
کہ عاجز ہی یہان انبیا کی زبان
اس عہد سی کوئی ہی نکلا نہین

پر اوس بن تو کوئی ... نہ بہبد
اوسیکی طرف سبکی ہی بازگشت
[illegible] وہی ہی ...
ہی سیا اوسکی عالم مین شہرہ وہ ہر آ
ہمیشہ سی ہی اور رہیگا ہمیش
کہ مشتاق ہین جسکی یہان جزو کل
اوسیکا ہی دوزخ اوسیکا بہشت
جسی چاہی دوزخ مین دیدی مدام
ہی قبضہ مین اوسکی زمان و زمین
دل بستگانکو ہی اوس سی کشود
اوسیکی سخن پر ہی گفت و شنید
اوسیکی یہ ذرّی ہین شمس و قمر
وہ کچھ شی نہین پر ہر ایک شی مین ہے
و لیکن چمکتا ہی ہر رنگ مین
یہ ظاہر کوئی اوس سی باہر نہین
تو سب کچھ وہی ہی نہین اور کچھ
پہری ہی لئی ساتھہ دریا حباب
سمجھنی کی ہی بات کہنا نہین
کہان لکھہ سکی شکر پروردگار
زبان قلم کو یہ قدرت کہان
سوا عجز درپیش ہی یہان گفتگو

وہ معبود یکتا خدائی جہان / کہ جسنی کیا کن مین کون و مکان
دیا عقل و ادراک اوسنی ہمین / کیا خاک سی پاک اوسنی ہمین
پیغمبر کو بہیجا ہماری لیئے / وصی اور امام اوسنی پیدا کیئے
جہان کو اونہون نی دیا انتظام / برائی بہلائی سو جہائی تمام
دکہائی اونہون نی ہمین راہ راست / کہ تا ہو نہ اوس راہ سی باز خواست
کہ وہ کون سی راہ شرع نبی / کہ جنت کی رستہ کو سیدہی گئی

صفت حضرت رسول خدا خاتم انبیا

نبی کون یعنی رسول کریم / نبوت کی دریا کا در یتیم
ہوا گو کہ ظاہر مین اُمّی لقب / پر علم لدنّی کہلا دل پہ سب
بہتیرا لکہی اور کہی بی رقم / چلی حکم پر اوسکی لوح و قلم
ہوا علم دین اوسکا جو آشکار / گذشتہ ہوی حکم تقویم پار
اوٹہا کفر اسلام ظاہر کیا / بتونکو خدائی سی باہر کیا
کیا حق نی نبیونکا سردار اوسے / بنایا نبوّت کا حقدار اوسے
نبوت جو کی حق نی اوسپر تمام / لکہا اشرف الناس خیر الانام
بنایا سمجھ بوجہ کر خوب اوسی / خدائی کیا اپنا محبوب اوسی
کرون اوسکی رتبہ کا کیا مین بیان / کہڑی ہون جہان باندہی صف مرسلان
مسیح اوسکی خرگاہ کا پارہ دوز / تجلی سی طور اوسکا مشعل فروز
خلیل اوسکی گلزار کا باغبان / سلیمان سی کئی مہردار اوسکی وہان
خضر اوسکی سرکار کا آبدار / زرہ ساز داؤد سی وہان ہزار
محمد کی مانند جگ مین نہین / ہوا ہی نہ ایسا نہ ہوگا کہین

بیان عدم سایۂ آن حضرت

یہ تہی رمز جو اوسکی سایہ تہا — کہ زنگ دوئی ہان تک آیا نتہا
نہونیکی سایہ کا تہا یہ سبب — ہوا صرف تو شمس مین کعبہ کی سب
وہ قد اس لئی تہا نہ سایہ فگن — کہ تہا گل وہ ایک معجزہ کا بدن
بنا سایہ اوسکا لطیف اس قدر — نہ آیا لطافت کی باعث نظر
عجب کیا جو اوس گلکی سایہ نہو — کہ تہا وہ گل قدرت حق کی بو
خوش آیا نہ سایہ کو ہونا جدا — اوسی نور حق کی رہا زیر پا
نہ ڈالی کسی شخص پر اپنی چہانو — کسی کا نہ منہ دیکہا دیکہہ اوسکی پانو
وہ ہوتا زمین گیر کیا فرش پر — قدم اوسکی سایہ کا تہا عرش پر
نہونیکی سایہ کی ایک وجہ اور — مجہی خوب سوجہی یہ ہی شرط غور
جہانتک کہ تہی یہانکی اہل نظر — سمجہہ مایہ نور کحل البصر
سبہون نی لیا پتلیون پر اوٹہا — زمین پر نہ سایہ کو گرنی دیا
سیاہی کی پتلی کا ہی یہ سبب — وہی سایہ پہرتا ہی آنکہون مین اب
وگرنہ یہ تہی چشم اپنی کہان — اوسی سی یہ روشن ہی سارا جہان
نظر سی جو غائب وہ سایہ رہا — ملائک کی دل مین سمایا رہا
نہین ہمسر اوسکا کوئی جز علی — کہ بہائیکا بہائی وصی کا وصی
ہوئی جو نبوت نبی پر تمام — ہوئی نعمت اوسکی وصی پر تمام
جہان فیض سی اونکی ہی کامیاب — نبی آفتاب و علی ماہتاب

صفت حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب

علی دین و دنیا کا سردار ہے — کہ مختار کی گھر کا مختار ہے
دیا بہ امامت کی گلشن کا گل — بہار ولایت کا باغ سنبل
علی راز دار خدا ہوئے — خبردار سر خفی و جلی
علی بندۂ خاص درگاہ حق — علی سالک رہبر راہ حق
علیؑ ولی ابن عم رسول — لقب شاہ مردان زوج بتول
کہی یون جو چاہی کوئی بیر سے — یہ نسبت علی کو نہین غیر سے
خدا نفس پیغمبرش خواندہ است — دگر را فضیلت بکس یا ندہ است
یہان بات کی اب سمائی نہین — نبی اور علی مین جدائی نہین
نبی و علی ہر دو نسبت بہم — دوتا و یکی چون زبان قلم
علی کے عدو دوزخی دوزخے — علی کا محب جنتی جنتے
نبی و علی فاطمہ اور حسن — حسین ابن حیدر یہ ہین پنجتن
ہوئی اونپہ دو جگ کی خوبی تمام — اونہوں پہ درود اور اونہوں پہ سلام
علی سی لگا تا بہ مہدی دین — یہ ہین ایک نور خدای برین
اونہوں سی ہی قایم امامت کا گھر — کہ بارہ ستون ہین یہ اثنا عشر
صغیرہ کبیرہ سی یہ پاک ہین — حساب عمل سی یہ بیباک ہین
ہوا یہان سی ظاہر کمال رسول — کہ بہتر ہوی سب سی آل رسول

صفت اصحاب کرام

سلام اونپہ جو اونکی اصحاب ہین — وہ اصحاب کیسی کہ احباب ہین
خدا نی اونہونکو کہا مومنین — وہ ہین زینت آسمان و زمین
خدا اونسی راضی رسول اونسی خوش — علی اونسی راضی بتول اونسی خوش

ہوئی غرض اونکی یہی دوستی	کہ اپنا دلسی تو جہان نثار بنی

مناجات

الہی بحق رسول امین	بحق علی و باصحاب دین
بحق بتول و بہ آل رسول	کرون عرض جو مین سو ہووی قبول
الہی مین بندہ گنہگار ہون	گناہون سی اپنی گرانبار ہون
مجھی بخشیو میری پروردگار	کہ ہی تو کریم اور آمرزگار
میری عرض یہ ہی کہ جبتک جیون	شراب محبت کی تیری پیون
سوا تیری الفت کی اور سب ہی ہیچ	یہی ہو نہ ہو اور کچھ ایچ پیچ
جو غم ہو تو ہو آل احمد کا غم	سوا اس الم کی نہ ہو کچھ الم
رہی سب طرف سی میری دلکو چین	بحق حسن اور بحق حسین
کسی سی نکرنی پڑی التجا	تو کر خود بخود میری حاجت روا
صحیح اور سالم سدا مجکو رکھہ	خوشی سی ہمیشہ خدا مجکو رکھہ
میری آل اولاد کو شاد رکھہ	میری دوستونکو تو آباد رکھہ
مین کہاتا ہون جسکا نمک یا کریم	سدا رحم کر اوسپہ تو ای رحیم
جیون آبرو اور حرمت کی ساتھہ	رہون مین عزیزون مین عزت کی ساتھہ
برآوین میری دین و دنیا کی کام	بحق محمد علیہ السلام

تعریف سخن

پلا مجکو ساقی شراب سخن	کہ مفتوح ہو جس سی باب سخن
سخن کی مجھی شکر دن رات ہی	سخن ہی تو ہی اور کیا بات ہی

سخن کی طلبگار ہین عقلمند ‌ ‌ سخن سی ہی نام نکویان بلند
سخن کی کرین فکر مردان کار ‌ ‌ سخن نام اونکا رکہی برقرار
سخن سی وہی شخص رہتی ہین کام ‌ ‌ جنہین چاہیی ساتہہ نیکی کی نام
سخن سی سلف کی بہلائی رہے ‌ ‌ زبان قلم سی برائی رہے
جہان رستم و گیو و افراسیاب ‌ ‌ سخن سی رہی یاد یہ نقل خواب
سخن کا صلہ یار دیتی رہے ‌ ‌ جواہر سی او ل لیتی رہے
سخن کا سدا گرم بازار ہے ‌ ‌ سخن سنج اوسکا خریدار ہے
رہی جب تلک داستان سخن ‌ ‌ الٰہی رہی قدردان سخن

مدح شاہ عالم بادشاہ

خدیو فلک شاہ عالی گہر ‌ ‌ زمین بوس ہون جسکی شمس و قمر
جہان اوسکی پرتو سی ہی کامیاب ‌ ‌ وہ ہی برج اقلیم مین آفتاب
اسی مہر سی ہی منوّر یہ ماہ ‌ ‌ جہان ہووی اور ہو جہاندار شاہ
وہ مہر منور یہ ماہ منیر ‌ ‌ اور اوسکا یہ نجم سعادت وزیر

مدح نواب آصف الدولہ

فلک رتبہ نوّاب عالی جناب ‌ ‌ کہ ہی آصف الدولہ جسکا خطاب
وزیر جہان حاکم عدل و داد ‌ ‌ ہی آبادی ملک جس سی مراد
جہان عدل سی اوسکی آباد ہے ‌ ‌ غریبون فقیرونکا دل شاد ہے
پہری بہاگتا ہو سی فتنہ مست ‌ ‌ زبردست ظالم ہے ہی زیردست
اٹہا ان پہ گری سہ اگر فتنہ سر ‌ ‌ تو آدہا ادہر ہوا اور آدہا ادہر

ہے ثنا اگر عفت لی انت ول — تو ایسا کری ہیچ و منفصل
وہ انصاف سی جو گذرتا نہین — اسی ہر کوئی شخص ڈرتا نہین
نہوا کہ مگری کو کچہ کلفت گر — اگر اسکا چیتا نہو وی کبہو
گر آواز سن صید کی کچہ کہے — تو باز آئی چیتک کہ پہری رہے
پہری شمع کی گرد گر آ کی چور — صبا کہتی لیجاوی اوسکو بزور
نلی جب تلک شمع پروانگی — پتنگی کی پر کو نہ چہیڑی کبہی
اگر آپ سی اوسپہ وہ آگری — تو فانوس میں شمع چہپتی پہری
گر اچہیانا اوسکی جلیں بال و پر — تو گلگیر کی تیغ کاٹی سر
اوسی عدل کی جو طرح یاد ہی — کسی یاد ہی یہ جو داد ہی
ستم اوسکی ہاتہوں سی رو یا کری — سدا فتنہ دہر سو یا کری
کہرو نمین فراغت سی سوتی ہین سب — ٹہری گہر مین چورانی روتی ہین شب
وہ ہی باعث عیش خرد و کلان — کہ ہی نام سی اوسکی مشتق امان
بیان سخاوت کرون جو رقم — تو دُر ریز کاغذ پہ ہوئی قلم
نظر سی توجہ کی دیکہا جدہر — دیا مثل نرگس اوسی سیم و زر
سخاوت پہ ادنی سی ایک اوسکی ہی — کہ ایک دن و شالی دسیات سی
سوا آگی ہی اور یہ داستان — کہ ہو جسپہ قربان حاتم کی جان
ہوئی کم جو ایکسال کچہ برشکال — گرانی سی ہونی لگی ایکسال
غریبوں کا دم سا نکلنی لگا — تو غلّکا بہی پانون چلنی لگا
وزیر الممالک نی تدبیر کر — خدا کی دیا راہ مین مال و زر
محلہ محلہ کیا حکم یہ — کہ باڑی سی اس غم کی کہولین گرہ
یہ چاہا کہ خلقت کسی ڈہب سی جی — کئی لاکہہ لاکہہ ایک دہین دی

یہ نوبت پڑی ملک مین جو تمام
لیا ہاتھ نی اوسکی گرتونکو تھام

یہ بندہ نوازی یہ جان پرورے
یہ آئین سرداری و سروری

ہوی ذات پر اوس سخی کی تمام
تکلف ہی آگی سخاوت کا نام

فقیر و غنی تو یہان تلک ہی بنے
کہ یک یک یہان ہوگیا ہی غنی

یہ کیا دخل آواز دی جو گدا
جھڑکنی کی گلکی ہووی صدا

قدح لیکی گر سر جو ہووی کھڑی
تو خجلت سی جاوی زمین مین گری

تھا اوسکا شامل جو ابر کرم
اثر ابر نیسان سی ہووی عدم

ہر ایک کام اوسکا جہانکی مراد
فلاطون طبیعت ارسطو نژاد

جب ایسا وہ پیدا ہوا ہی بشر
تب اوسکو دیا ہی یہ کچہ مال و زر

لکھون گر شجاعت کا اوسکی بیان
قلم ہو سراسر ستم داستان

غضب سی وہ ہاتھ اپنا جسپر اوٹھائے
اجل کا طمانچہ تفہیم اوسکی کھائے

کری جسجگہ زور اوسکا نمود
دل آہن اوسجا پہ ہووی کبود

چلی تیغ گر اوسکی روز مصاف
نظر آئی دشمن کا میدان صاف

اگر بیچپائی سی کوئی عدو
ملا دیوی اوس تیغ سی منہ کبہو

تو ایسی ہی کہا کر گری سرکی بل
کہ سر پہ کھڑی اوسکی روئی اجل

نہو کیونکہ وہ تیغ برق غضب
کہ بخشش کی تشدید جوہر ہین سب

ہوئی ہم قسم اوسکی تیغ اجل
نکل آئی یہ کر پڑی وہ اوگل

لگاوی اگر کوہ پر ایک بار
گذر جاوی یون جیسی صابن مین تار

غضب سی غضب اوسکی کانپا کری
تہور سی ہیبت ہی اوسکی ڈری

اور اوس ورہ سی یہ حلم و حیا
کہ ہے خلق کا جیسی دریا بہا

جہانتک کہ ہین علم و کسب و کمال
ہر ایک فن مین ماہر ہی وہ خوش خصال

سخندان سخن سنج شیرین زبان
وزیر جہان و وحید زمان

سخن کی نہین اوس سی پوشیدہ بات
غوامض ہین سب سہل اونکی نکات

سلیقہ ہر ایک فن مین ہر بات مین
نکلتی نئی بات ذرات مین

سدا سیر پر اور تماشی پہ دل
کشادہ دلی اور خوشی متصل

نہین اوسکو کیونکر ہوای شکار
تہوّر شعار دلکا ہی یہ شعار

دلیرون کو ہی بس دلیرونسی کام
کہ رہتا ہی شیرونکو شیرونسی کام

شہان را ضرورست مشقِ شکار
کہ آید پی صید دلہا بکار

بہلی بند ہین جتنی صحرا مین صید
ہین نواب کی دام الفت مین قید

ز مہرش دل آہوان سوختہ
بفتراکِ او چشمہا دوختہ

شجاعت کا ہمت کا یہ کام ہی
درم ہاتہہ مین ہی کہ یا دام ہی

نہ ہوتا اگر اوسکو عزم شکار
درندونسی بچتا نہ شہر و دیار

نہ بچتی جہان بیچ خرد و بزرگ
یہ ہو جاتی سب لقمۂ شیر و گرگ

یہ انسان پر اوسکا احسان ہی
کہ بی خوف انسانکی جان ہی

بنائی جہان اوسنی نخچیر گاہ
رہی صید وہان آکی شام و پگاہ

رکہا صید بحری پہ جبسدم خیال
لیا پشت پر اپنی ماہی نی جال

مگر اپنا دیتی ہین جی جان کر
کہ ٹاپو پہ گرتی ہین آن کر

نہ سمجہو نکلتی ہین دریا مین سوس
خوشی سی اوچہلتی ہین دریا مین سب

چرندونکا دل اوسطرف ہی لگا
پرندونکو رہتی ہی اوس سی ہوا

پلنگونکا ہی بلک چیتا ستہے
کمر آ بندہا دی ہماری کو سے

جبر اوسکی سنکر نہ گینڈا سے چلے
کہ ہاتہی بہی ہو مست اپنڈا چلے

جو کچہ دل مین گینڈی کی آوی خیال
تو بہاگی اوس آگی سپر اپنی ڈال

کہڑی اڑنی ہوتی ہین سر جوڑ جوڑ ۔ کہ جی کون بیتا ہی بدبدی ہو نہ
اطاعت کی حلقہ سی بہاگی جو فیل ۔ پلک اوسکی اٹہو نہین ہو گرم تفتہ مسیل
سو وہ تو اطاعت مین یکسست ہین ۔ نشہ مین محبت کی سب مست ہین
اسیکی لئی گو کہ ہین وہ پہاڑ ۔ قدم اپنی رکہتی ہین سب گاڑ گاڑ
کہ شاید مشرف سو ایسی ہون ۔ سرافراز چلکر عمار ایسی ہون
چلین جب یہ کچہ ہوئی حیوان کا ۔ تو پہر حق بجانب ہی انسان کا
کسی ہو نہ صحبت کا اوسکی ہوس ۔ ولی کیا کرین جو نہ ہو دسترس
فلک بارگاہا ملک در کہا ۔ جدا مین جو قدمولسی تیری رہا
نہ کچہ عقل نی اور تدبیر نی ۔ رکہا مجکو محروم تقدیر نی
پر اب عقل نی میری کہولی ہین گوش ۔ دیا ہی مدد سی تری مجکو ہوش
سو مین ایک کہانی بنا کر نئے ۔ دُرِ فکر سی گوندہ لڑیان سے کئے
لی آیا ہون خدمت مین پہر نیاز ۔ یہ امید ہی پہر کہ ہون سرفراز
میرا عذر تقصیر ہوئی قبول ۔ بحق علی و بآل رسول
رہین شاد و آباد کل خیر خواہ ۔ پہرین اس کہرانیکی دشمن تباہ
رہی جاہ و حشمت تیرا یہ مدام ۔ بحق محمد علیہ السلام
اب آگی کہانیکی ہی داستان ۔ ذرا سنئی دل دیکی اسکا بیان

آغاز داستان

کسی شہر مین تہا کوئی بادشاہ ۔ کہ تہا وہ شہنشاہ گیتی پناہ
بہت حشمت و جاہ مال و منال ۔ بہت فوج سی اپنی فرخندہ چال
کئی بادشاہ اوسکو دیتی تہی باج ۔ خطا و ختن سی وہ لیتا خراج
کوئی دیکہتا آگی جب اوسکی فوج ۔ تو کہتا کہ ہی بحر ہستی کی موج

طویلہ کی اوسکی جو ادنی تھی خبر
اونہین نعلبندین ملتا تھا زر

جہانتک کہ سرکش تھی اطراف کی
وہ اوس شہر کی بستی تھی قلمون گلی

رعیت تھی آسودہ و بی خطر
نہ غم مفلسی کا نہ چوری کا ڈر

عجب شہر تہا اوسکا مینو سواد
کہ قدرت خدائیکی آتی تھی یاد

لگی تھی ہر ایک جا پہ وہان سنگ و خشت
ہر ایک کوچہ اوسکا تہا رشک بہشت

زمین سبز و سیراب عالم تمام
نظر کو طراوت وہان صبح و شام

عمارت تھی چکی وہان بیشتر
کہ گذری صفائی سی اوس پر نظر

کہین جا بجا و منبع کہین حوض و نہر
ہر ایک جا پہ آب لطافت کی لہر

کرون اوسکی وسعت کا کیا مین بیان
کہ جون اصفہان تہا وہ نصف جہان

ہنرمند وہان اہل حرفہ تمام
ہر ایک نوع کی خلق کا ازدحام

یہ دلچسپ بازار تہا چوک کا
کہ شہری جہان بس وہین دل لگا

جہانتک کہ رستی تھی بازار کی
کہی کہ تختی تھی گلزار کی

وہ پختہ دکانونکی دیوار و در
سفیدی پہ جسکی نہ ٹھہری نظر

صفا پر جو اوسکی نظر کر گئے
اوسی دیکھہ کر سنگ مرمر گئے

کہون قلعہ کی اوسکی کیا مین شکوہ
گئی دب بلندی کو دیکھہ اوسکی کوہ

وہ دولت سرا خانۂ نور تہا
سدا عیش و عشرت سی معمور تہا

ہمیشہ خوشی رات دن سیر باغ
نہ دیکھا کبھی دل پہ جز لالہ داغ

سدا عیش و عشرت سدا راگ رنگ
نہ تہا زیست سی اپنی کوئی تنگ

غنی وہان ہوا جو کہ آیا تباہ
عجب شہر تہا وہ عجب بادشاہ

نہ دیکھا کسینی کوئی وہان فقیر
ہوئی اوسکی دولت سی گہر گہر امیر

کہانتک کہون اوسکا جاہ و حشم
محل و مکان اوسکا رشک ارم

سدا ابر یون سی صحبت آوے ۔ سدا جامہ زیب ہون سی صحبت آوے
ہزارون پری پیکر اوسکی غلام ۔ کمر بستہ خدمت مین حاضر مدام
ہر یک طرف سی وہ نہ کہتا تہا غم ۔ مگر ایک اولاد کا تہا الم
اسی بات کا اوسکی تہا دل پہ داغ ۔ نہ رکہتا تہا وہ اپنی گہر کا چراغ
دنونکا عجب اوسکی یہ بہید تہا ۔ کہ اوس روشنی پر یہ اندہیر تہا
وزیرون کو ایک روز اوسنی بلا ۔ جو کچہ دل کا احوال تہا سو کہا
کہ مین کیا کرون لگا یہ مال و منال ۔ فقیری لگا ہی میری دلکو خیال
فقیر اب نہون تو کرون کیا علاج ۔ نہ پیدا ہوا وارث تخت و تاج
جوانی تو میری گئی سب بسر ۔ نمودار پیری ہوی سر بسر
دریغا کہ عہد جوانی گذشت ۔ جوانی مگو زندگانی گذشت
بہت مال یہ جان کہویا کئی ۔ بہت فکر دنیا مین سو یا کئے
رہی نی تمیز نی و بیجا صلے ۔ کہ از فکر دنیا و دین غافلے
وزیرون نی کی عرض کر ای [illegible] ۔ نہو ذرہ تجکو کبہی اضطراب
فقیری جو کیجی تو دنیا کی ساتہہ ۔ نہین خوب جانا اودہر خالی ہاتہہ
کرو سلطنت لیک اعمال نیک ۔ کہ تا دو جہان مین سی حال نیک
جو عاقل ہون و سوچ مین یک زمین ۔ کہ ایسا نہ ہووی کچہ سبب کہین
تو کار زمین را نکو ساختے ۔ کہ بر آسمان نیز پرداختے
یہ دنیا جو ہی مزرع آخرت ۔ فقیری مین ضایع کرو او سکوت
عبادت سی اس کشت کو آب دو ۔ کہ وہان جا کی خرمن ہی تیار رکہو
رکہو یاد عدل و سخاوت کی بات ۔ کہ اس فیض سی ہی تمہاری نجات
مگر ہان جو اولاد کا ہی یہ غم ۔ سو اسکا تردد بہی کرتی ہین ہم

عجب کیا که هوئی تمهاری خلف
کرو تم نه اوقات اپنی تلف

نه لاؤ کبهی یاس کی گفتگو
که قرآن مین آیا هی لا تقنطوا

بلاتی هین هم اهل تنجیم کو
نصیبون کو اپنی ذرا دیکهه لو

تسلی تو دی شاه کو اس نمط
ولی اهل تنجیم کو بهیجی خط

نجومی و رمال اور برهمن
غرض یاد تها جنکو اس سب کا فن

بلا کر اونهین شه تک لی گئے
جو هین روبرو شه کی وه سب گئے

پڑا جب نظر وه شه تاج و تخت
دعا دی که هون شه کی بیدار بخت

کیا قاعده سی جهکر سلام
کها شه نی مین تمسی یه کهتا هون کام

لگا لو ذرا اپنی اپنی کتاب
میرا هی سوال اوسکا لکهه دو جواب

نصیبو مین دیکهو تو میری کهین
کسی سی هی اولاد هی یا نهین

یه سنکر وه رمال طالع شناس
لگی کهینچنی زایچی بی قیاس

دهری تختی آگی لیا قرعه هاتهه
لگا دهیان اولاد کا اوسکی ساتهه

جو پهکین تو شکلین کئی تهین سبهی سهل
گئی شکل سی دل گیا اونکا کهل

جماعت نی رمال کی عرض کی
که هی گهر مین امید کی کچهه خوشی

یه سن همسی ای عالمونکی شفیق
بهت همنی تکرار کی هر طریق

بیاض اپنی دیکهی جو اس رمل کی
تو ایک ایک نقطه هی فرد خوشی

هی اس بات پر اجتماع تمام
که طالع مین فرزند هی تیری نام

زن و زوجکی شکل مین هی فرح
بیا کرمی وصل کا تو قدح

نجومی بهی کهنی لگی در جواب
که همنی بهی دیکهی هی اپنی کتاب

نحوست کی دن سب گئی هین نکل
عمل اپنا سب کر چکا هی زحل

ستاری نی طالع کی بدلی هی طور
خوشی کا کوئی دن مین آتا هی دو

نظر کی جو تثلیث و تسدیس پر
تو دیکھا کہ ہی نیک سب کی نظر

کیا پنڈتوں نی جب اپنا بچار
تو کچھ اونگلیوں پر کیا پھر شمار

جنم پتر شاہ کا دیکھ کر
تو لا اور پھر ایک پر کر نظر

کہا راجہ جی نکی ہی تقدیر دیا
چندرمان سا بالک ترے ہوئیگا

نکلتی ہین اب تو خوشیکی سجن
نہو گر خوشی تو نہون برہمن

تمہارا جگی ہو تمکی مقصد شتاب
کہ آیا ہی اب پانچوان آفتاب

نصیبون نی کی آپکی یاوری
کہ آئی ہی اب ساتوین مشتری

مقرر تری چاہئی ہو بسر
کہ دیتی ہی یون اپنی پوتھی خبر

ولیکن مقدر ہی کچھ اور بھی
کہ ہین اس پہلی مین بی طور بہی

یہ لڑکا تو ہوگا ولی کیا کہین
خطر ہی اسی بارہوین برس مین

نہ آئی یہ خورشید بالائی بام
بلندیسی خطرہ ہی اسکو تمام

نہ نکلی یہ بارہ برس شک سہ
رہی برج مین یہ مہ چار دہ

کہا شہ نی سنکر یہ اونکی تئین
کہو جیکا خطرہ تو اوسکو نہین

کہا جانکی سب طرح خیر ہی
مگر دشت غربت کی کچھ سیر ہی

کوئی اوسپہ عاشق ہو جن پری
کوئی اوسکی معشوق ہو استری

کچھ ایسا نکلتا ہی پوتھی مین اب
خرابی ہو اوسپر کسیکی سبب

ہوئی کچھ خوشی شہ کو اور کچھ الم
کہ دنیا مین توام ہی شادی و غم

کہا شہ نی اسپر نہین اعتبار
جو چاہی کری میرا پروردگار

یہ فرما محل مین در آمد ہوئی
منجم وہان سی برآمد ہوئی

خدا پر بس اوسکو تہا اعتقاد
لگا مانگنی اپنی حق سی مراد

خدا سی لگا کرنی وہ التجا
لگا آپ مسجد مین رہنی دیا

نکالا مراد و نکا آخر سراغ　　لگائی ادھر لو تو پایا چراغ

سحاب کرم نی کیا جو اثر　　ہوئی کشت امید کی بارور

اوسی سال مین یہ تماشا سنو　　رہا حمل ایک زوجۂ شاہ کو

جو کچھہ دل پہ گذری تھی رنج و تعب　　سب بدل ہوئی وہ خوشی ساتھہ سب

داستان تولد ہونی شاہزادہ بی نظیر کے

خوشی سی پلا مجکو ساقی شراب　　کوئی دم مین بجتا ہی چنگ و رباب

کرون نغمۂ تہنیت کو شروع　　کہ ایک نیک اختر کا ہی طلوع

گئی نو مہینی جب اوسپر گذر　　ہوا گھر مین شہ کی تولد پسر

عجب صاحب حسن پیدا ہوا　　جسی مہر و مہ دیکھہ شیدا ہوا

نظر کو نہو حسن پر اوسکی تاب　　اوسی دیکھہ بیتاب ہو آفتاب

جب اس شکل سی وہ ہوا دلپذیر　　رکھا نام اوسکا شہ بی نظیر

خواصون نی خواجہ سراؤن نی جا　　گئی نذر گذرانیان اور کہا

مبارک تجھی ای شہ نیکبخت　　کہ پیدا ہوا وارث تاج و تخت

سکندر نژاد اور دارا حشم　　فلک مرتبت اور عطارد رقم

ہی اوسکی اقلیم زیر نگین　　غلامی کرین اوسکی خاقان چین

یہ سنتی ہی مژدہ پڑھا جا نماز　　گئی لا کہ سجدی کہ ای بی نیاز

تجھی فضل کرتی نہین لگتی بار　　نہو تجھسی مایوس امیدوار

دوگانہ غرض شکر کا کر ادا　　تہیّہ کیا شاہ نی جشن کا

وہ نذرین خواصونکی خوجونکی لی　　اونہین خلعت و زر کا انعام دی

کہا جاؤ جو کچھہ کہ درکار ہو　　کہو خانسامان کو تیار ہو

نقیبون کو بلوا کی یہ کہہ دیا
کہ نوبت خوشیکی بجاوین تمام
یہ مژدہ جو پہونچا تو نقارچے
نیا ٹھاٹھہ نقار خانہ کا سب
غلاف اونپہ بانات پر زر کی ٹکا
دیا چوب کو پہلی بم سی ملا
کہا زیر نی بم سی بہر شگون
بجی شادیانی جو وہان اسگہڑی
بہم ملکی بیٹھی جو شہنا نواز
سرون پہ دی سرپیچ معمول کی
لگی لینی اپنی خوشی سی سنے
نکو روتکی نو تکی شہنا کی دہن
ترہی او قرنا ای شادیکی دم
سنی جہانجہ نی جو خوشیکی نوا
نئی سر سی عالم کو عشرت ہوئے
محل سی لگا تا بدیوان عام
چلی لیکی نذرین امیر و وزیر
دلی شاہ نی شاہزادہ کی تا نون
امیرون کو جاگیر لشکر کو زر
نیا اصونکو خو جو نکو جوڑی دیئے
خوشی مین کیا یہان تلک زر نثار

کہ نقار خانہ مین دو حکم جا
خبر سنکی یہ شاد ہون خاص و عام
لگا ہر جگہہ بادلہ اور زر ریسے
مہیا کرا اسباب عیش طرب
شتابیسی نقار و نکو سینک تک سا
لگی پہیلنی ہر طرف کو صدا
کہ ڈون ڈون خوشیکی خبر کیون نہ دن
ہوئی گرد پیش آکی خلقت کہڑی
بنا منہ سی پہرکی لگا او سپہ ساز
خوشی سی ہوئی گال گل پہولکی
اڑانا لگا بجنی اور سگہڑ لے
سگہڑ سنی والو نکو کہتی تہی سُن
لگی بہرنی ٹھیپا اور کہرج مین بہم
تہرکنی لگا تالیون کو بجا
کہ لڑکی کی ہونیکی نوبت ہوئے
عجب طرحکا ایک ہوا ازدحام
لگی کہینچنے زر کی تودی فقیر
مشایخ کو اور پیرزادونکو گاؤن
وزیرو نکو الماس لعل و گہر
سپاہی جو تہی اونکو گہوڑی دیئے
جسی ایک دینا تہا بخشی ہزار

کیا بھانڈ اور بھگتیوں نے ہجوم
ہوئی آتی آتی مبارک کی دھوم

لگا کھینچنے چونہ پڑنے تمام
کہاں تک میں لوں تیر کاروں کا نام

جہاں تک کہ سازندے تھے ساز کی
دھنی دست کی اور آواز کے

جہاں تک کہ تھے گایک اور نٹ کا
لگی گانے اور ناچنے ایک بار

لگی بجنے قانون بین و رباب
بہا ہر طرف جو یوں عشرت کا آب

لگی تھاپ طبلوں کی مردنگ کی
صدا اونچی ہونے لگی چنگ کی

کہا جو انکو سارنگیوں کو بنا
جو تھی سی ہر ایک اونکی تر میں ملا

لگا تار پر موم مرچنگ کی
ملا سر طنبوروں کی ایک رنگ کی

ستاروں کی پردے بنا کر درست
بجانے لگی سب وہ چالاک و چست

گئی مین کی آسمان پر چمک
اوٹھا گنبد چرخ سارا دھمک

خوشی کی رسیں ہر طرف تھی بساط
لگی ناچنے اوسپہ اہل نشاط

کناری کی جوڑی جھلکتی ہوئے
وہ پاؤنکی گھنگرو جھنکتی ہوئے

وہ بالی چمکتی ہوئی کان مین
پھڑکنا وہ نتھنی کا ہر آن مین

وہ گھسنا وہ جھپکنا ادا اونکی ساتھ
دکھانا وہ رکھ رکھ کی چھاتی پہ ہاتھ

کبھی دل کو پاؤں سے مل ڈالنا
نظر سے کبھی دیکھنا بھالنا

دیکھانا کبھی اپنی چھب مسکرا
کبھی اپنی انگیا کو لینا چھپا

کسیکی چمکتی ہوئی نور تن
کسیکی وہ مکھڑی پہ نتھ کی پھبن

وہ دو انتونکی مسی وہ گلبرگ تر
شفق مین عیان جیسی شام و سحر

وہ گرمی کا چہرہ کہ جیون آفتاب
جسے دیکھ کر دل کو ہو اضطراب

چمکنا گلو کا صفا کی سبب
وہ گردن کی گوری قیامت غضب

کبھی منہ کتینوں پہیر لینا اودھر
کبھی چوری چوری سے کرنا نظر

دوپٹی کو کرنا کبہی منہ کی اوٹ | کہ پردی مین ہو جائی دل لوٹ پوٹ
کسی ایک تان مین اونکو ارمان یہ | کہ دل لیجیی تانکی جان پہ
کوئی من مین سنگیت کی شعلہ رو | پرم جوگ لچہی کی لی پہلو
کوئی ڈیڑہ گت ہی مین پاؤن تلی | کہری عاشقونکی دلونکو ملی
کوئی دائری مین سجا کر برن | کوئی دہمدمی مین کہا اپنا فن
غرض ہر طرح دلکو لینا انہین | کئی طرحسی داغ دینا اونہین
کبہی مار ہو کر کرین قتل عام | کبہی ہاتہ اوٹہا لیوین گرتیکو تہام
کہین سوہرت اور گیت کا شور غل | کہین قول و قلبانہ و نقش و گل
کہین بہانڈ کی ولولونکا سمان | کہین ناچ کشمیریونکا و تان
مجیرا پکہاوج گلی ڈالی بول | بجاتی تہی اوس جا بہی ناغول
محل مین جو دیکہو تو ایک ازدحام | مبارک سلامت کی تہی دہوم دہام
وہان بہی پڑی عیش و عشرتکی دہوم | پری پیکرونکا ہر ایک جا ہجوم
چہٹی تک غرض تہی خوشی ہی کی بات | کہ دن عید اور رات تہی شبرات
بڑہی ایسی ابر مین جون ہلال | محل مین لگا پلنی وہ نونہال
برس گانٹہ جب سال اوسکی ہوئی | دل بستگانکی گرہ کہل گئی
وہ گل جبکہ چوتہی برس مین لگا | چہڑایا گیا دودہ اوس ماہ کا
ہوئی تہی جو پہلی شادی کی دہوم | اوسی طرحسی پہر ہوا وہ ہجوم
طوائف وہی اور وہی راگ رنگ | ہوئی بلکہ دونی خوشیکی ترنگ
وہ گل پاؤن چلنی اپنی سجا چلا | وہان آنکہ کو نرگسون نی ملا
لگا پہرنی وہ سرو جب پانو پانو | کئی بردی آزاد تب اوسکی نانو

داستان تیاری مین باغ کی

اور جشن کرنا باغ مین

مئی ارغوانی پلا ساقیا — کہ تعمیر کو باغ کی دل چلا
دیا شہ نی ترتیب ایک خانہ باغ — ہوا رشک سی جسکی لالہ کو داغ
عمارت کی خوبی درونکی وہ شان — لگی جسمین زربفت کی سائبان
چقین اور پردی بندھی زرنگار — درون پر کھڑی دست بستہ بہار
کوئی ڈور سی در پہ لٹکا ہوا — کوئی زہ پہ خوبی سی لٹکا ہوا
وہ مقیش کی ڈوڑیان سربسر — کہ مہ کا بندھا جس مین تار نظر
چقونکا تماشا تھا آنکھونکا جال — نگہ کو وہان سی گذرنا محال
سنہری مغرّق چھتین ساریان — وہ دیوار اور درکی گلکاریان
دئی ہر طرف آئینی جو لگا — گیا چوگنا لطف اوس مین سما
وہ مخمل کا فرش اوسکا ستھرا کہ بس — پڑی جسکی آگی نہ پا می ہوس
رہین جلتی اوسمین روشن مدام — معطر شب و روز جس سی مشام
چھپرکھٹ مرصّع کا دالان مین — چمکتا تھا اس طرح ہر آن مین
زمین پر تھی اسطور اوسکی جھلک — ستارونکی جیسی فلک پر چمک
زمین کا گردون ہانکی کیا مین بیان — کہ صندل کا ایک پارچہ تھا عیان
بنی سنگ مرمر کی چوپڑ کی نہر — لگی چار سو اوسکی پانیکی لہر
قرینہ سی گرد اوسکی سرو سہی — کچہ ایک دور دور اوس سی ترتیب دہی
کہون کیا مین کیفیت دار بست — لگائی رہین تاک وہان می پیوست
ہوائی بہار ایسی گل سی کہلے — چمن سارے شاداب اور دُھلے
زمرد کی مانند سبزہ کا رنگ — روش کا جواہر ہوا جس سی سنگ
روش کی صفائی پہ تھی اختیار — گل اشرفی نی کیا زر نثار

وہ جنت سی ہرا باغ گل سی چمن
کہیں چنبلی کہیں اور کہیں موتیا
کہڑی شاخ شبو کی ہر جا نشان
کہیں ارغوان اور کہیں لالہ زار
کہیں جعفری اور گیندا کہیں
عجب چاندنی مین گلونکی بہار
کہڑی سرو کی طرح چنپی کی جہاڑ
کہیں زرد نسرین کہین نسترن
پڑی آبجو ہر طرف کو بہے
گلونکا لب نہر پر جہومنا
وہ جہک جہک کی گرنا خیابان پر
لئی ہاتہہ مین بیلچی مالی
کہیں تخم پاشی کرین گوڑ کر
کہڑی شاخ در شاخ باہم نہال
لب جو پہ آئینہ مین دیکہہ قد
تہرا ان صبا صحن مین چار سو
کہڑی نہر پر قاص اور قرقرے
صدا قرقرونکی بطونکا وہ شور
چمن آتش گل سی دہکا ہوا
صبا جو گئی ڈہیریان کر کی پہول
وہ کیلونکے اور کیسرونکی چہانون

کہیں نرگس و گل کہیں یاسمن
کہیں رای بیل اور کہیں موگرا
مدن بانکی اور رہی آن بان
چڑی اپنی موسم مین سبکی بہار
سمان شب کو داؤدیونکا کہین
ہر ایک گل سفید ایسی مہتاب وار
کہی تو کہ خوشبو نکی بہار
عجب رنگ پر زعفرانی چمن
کرین قمریان سرو پر چہچہے
اوسی اپنی عالم مین منہ چومنا
نشہ کا سا عالم گلستان پر
چمن کو لگین دیکہنی ہا سے لئے
پنیری جماوین کہین کہود کر
رہین ہاتہہ جون مست گردن مین ڈال
اکڑتا کہڑی سرو کا جدنہ قد
دماغونکو دیتی ہر ایک گلکی بو
لئی ساتہہ مرغابیونکی پرے
درختون پر بگلی موندہیرونپہ مور
ہوا کی سبب باغ مہکا ہوا
پڑی ہر طرف مولسریونکی پہول
لگی جائین آنکہین لئی جنکی نانو

خوی

خوشی سی گلون پہ سب بلبلین
تعشق کی آپس مین باتین چلائین

درختون لی بر گونگی کہولی ور
کہ لین طوطیان بوستان کا عوض

سمان قمریان دیکہہ اوس آن کا
پڑہین باب پنجم گلستان کا

دوا دائیان اور مغلانیان
پہرین ہر طرف او سمین جلوہ کنان

خواصون کا اور لونڈیون کا ہجوم
محل کی وہ چہلین وہ آپس کی دہوم

تکلف کی پہنین پہرین سب لباس
رہین رات دن شاہزادہ کی پاس

کنیزان سروقد ہر طرف ریل
چہبیلی کوئی اور کوئی رای بیل

رنگیلی کوئی اور کوئی سیام روپ
کوئی چت لگن اور کوئی کام روپ

کوئی چہتکی اور کوئی گلاب
کوئی سہرتن اور کوئی ماہتاب

کوئی سیوتی اور ہسمکہہ کوسئے
کوئی دل لگن اور تن سکہہ کوسے

ادہر اور ادہر آتیان جاتیان
پہرین اپنی جوبن کو دکہلاتیان

کہین اپنی پٹی سنواری کوئی
اری اور تیری کہہ پکاری کوئی

کہین چٹکیان اور کہین تالیان
ٹہنساقی کہین اور کہین گالیان

بجاتی پہری کوئی اپنی کڑے
کہین ہوی ری اور کہین وہ اچہرے

دکہاوی کوئی گہو گہر و موڑ موڑ
کہین سوت ہوئی کہین تار توڑ

اداسی کوئی بیٹہی حقہ پیئے
دم دوستی کوئی بہر بہر جیئے

کوئی حوض مین جاکی غوطہ لگائے
کوئی نہر مین پانون بیٹہی ہلائے

کوئی اپنی طوطی کی لیوی خبر
کوئی اپنی مینا پہ رکہی نظر

کسیکو کوئی دہول ماری کہین
کوئی جان کو اپنی واری کہین

کوئی آرسی اپنی آگی دہری
اداسی کہین بیٹہی کنگہی کری

ستابہ کوئی ہو ل مسّی لگائے
لبون پر دہڑی کوئی اپنی جمائے

ہوا اون گلو نسی دوبالا سمان
غرض لوگ تھی جو یہ ہر کام کی
پلا جب وہ اس ناز و نعمت کے ساتھہ
ہوئی اوسکی مکتب کی شادی عیان
معلم اتالیق منشی ادیب
کیا قاعدہ سی شروع کلام
دیا تہا سبق حق نی ذہن رسا
معانی و منطق بیان و ادب
خبردار حکمت کی مضمون سے
لگا ہیئت و ہندسہ تا نجوم
گئی علم نوک زبان حرف حرف
عطارد کو آنی لگی اوسکی ریس
ہوا جبکہ نوخط وہ شیرین رقم
لیا ہاتھہ جب خامہ مشکبار
عروس الخطوط اور ثلث و رقاع
شکستہ لکہا اور تعلیق جب
کیا خط گلزار سی جب فراغ
کرون علم اوسکا کہانتک بیان
لکہانکی جو درپی ہوا بی نظیر
صفائی مین سو فار پیکان کیا
رکہا چونٹی ہی جو لکڑی پہ من

اوسی باغ مین تہی بہی بلبل روان
یہ سب واسطی اوسکی آرام کی
پدر اور مادر کی شفقت کی ساتھہ
ہوا پہر اونہین شادیونکا سمان
ہر ایک فن کی اوستاد شہی قریب
پڑہانی لگی علم اوسکو تمام
لگی پڑہنی بس مین علم سب گیرہ چکا
پڑہا اوسنی منقول و معقول سب
غرض جو پڑہا اوسنی قانون سے
زمین آسمان مین پڑی اوسکی دہوم
اسی نحو سی اوسنی کی عمر صرف
ہوا استاد لوحی مین وہ خوشنویس
پڑہا کر لکہی سات نسخی نو قلم
لکہا نسخ و ریحان و خط غبار
خفی اور جلی مثل خط شعاع
رہی دیکہہ حیران اتالیق سب
ہوا صفحہ قطعہ گلزار باغ
کہی خوب اب مختصر یہ بیان
لیا کہینچ حیلہ مین سب فن تیر
گیا جبکہ تو دی یہ طوفان کیا
کیا اپنی قبضہ مین سب اوسکا فن

ہوئین سست و بازو کی سب سانپنیان / اور آئین گئین ہاتھ مین کہانیان
پرکہا سوسنی پر بہی کچہ جو چال / گئی قید سب اوسنی ہاتھون تمال
طبیعت گئی کچہ جو تصویر پر / رکہی رنگ سب اوسکی مد نظر
کئی دن مین سیکہا یہ سب ڈہنگ / کہ حیران ہوی دیکہہ اہل فرنگ
سوا ان کمالونکی کتنی کمال / مروت کی خو آدمیت کی چال
رذالون سی نفرو نسی نفرت اوسی / غرض قابلون ہی سی صحبت اوسی
گیا نام پر اپنی وہ دلپذیر / ہر ایک فن مین سچ مچ ہوا بی نظیر

داستان سواری کی تیاری کی حکم مین

پلا ساقیا مجکو ایک جام مل / جوانی پہ آیا ہی ایام گل
غنیمت شمر صحبت دوستان / کہ گل پنجروز است در بوستان
ثمر لی بہلائی کا کر ہو سکی / شتابی سی لی کوچہ کچہ ہو سکی
کہ رنگ چمن پر نہین اعتبار / یہان چرخ مین ہی خزان و بہار
پڑی جب گرہ بارہوین سال کی / کہلی گل جہڑی غم کی جنجال کی
کہا شہ نی بلوا نقیبون کو شام / کہ ہون صبح حاضر سبہی خاص و عام
سواری تکلف سی تیار ہو / مہیا کرین جو کہ درکار ہو
کرین شہر کو مل کی آئینہ بند / سواری کا ہو لطف جس سی دو چند
رعیت کی خوش ہون صغیر و کبیر / کہ نکلی کا کل شہر مین بی نظیر
یہ فرما محل مین گئی بادشاہ / نقیبون نی سن حکم کی اپنی راہ
ہوئی شب لیا مہ نی جام شراب / کیا سجدہ شکر میں آفتاب
خوشی سی گئی جلد جو شب گذر / ہوئی سامنی سی نمایان سحر

عجب شب تہی وہ جون سحر زرد و سفید	عجب روز تہا مثل روز امید
گیا مژدۂ صبح لے آفتاب	اوٹہا سورج آنکہونکو ملتا شتاب
کہا شاہ نی اپنی فرزند کو	کہ با بانہا دہو کی تیار ہو

داستان حمام کی نہانی کی لطافت مین *

پلا آتشین آب پیر مغان	کہ بہولی مجہی گرم و سرد جہان
اگر چاہتا ہی مری دل کو چین	نہ دینا وہ ساغر کہ ہو قلتین
کدورت مری دل کی دہو ڈالنا	ذرا شیشۂ می کو دہو ڈالکی لا
کہ سر گرم حمام ہی بی نظیر	گیا ہی نہانی کو بدر منیر
ہوا جب کہ داخل وہ حمام مین	عرق آگیا اوسکی اندام مین
تن نازنین نم ہوا اوسکا کل	کہ جسطرح شبنم مین ڈوبی ہی گل
پرستار باندہی ہوئی لنگیان	نہ بہر بہری طاس لیکر وہان
لگی ملنی اوس گلبدن کا بدن	ہوا اوڈہڑ ہا آب سی وہ چمن
نہانی مین یون تہی بدن کی دمک	برسنی مین بجلی کی جیسی چمک
لبون پر جو پانی پہرا سر بسر	نظر آیا جیسی وہ گلبرگ تر
ہوا قطرۂ آب یون چشم بوس	کہی تو پڑی جیسی نرگس پہ اوس
لگا ہونی ظاہر جو اعجاز حسن	ٹپکنی لگا اوس سی انداز حسن
گیا حوض مین جو شہ بی نظیر	پڑا آب مین عکس ماہ منیر
وہ گورا بدن اور بال اوسکی تر	کہی تو کہ ساون کی شام و سحر
نمی کا تہا بالون کی عالم عجب	نہ دیکہی کوئی خوب تر اوس سی شب
کہون اوسکی خوبی کیا جیسی بات	کہ جیون بہیگتی جائی صحبت مین رات

زمین پر تہا ایک موجۂ نور خیز
ہوا جب وہ فوّارہ سا [illegible]

زمرّد کی لی ہاتہہ مین سنگ پا
کیا خادمون نی [illegible]

ہنسا کہکہلا وہ گل نوبہار
لیا کہیچ پانون کو بی اختیار

عجب عالم اوس نازنین پر ہوا
اثر گدگدی کا جبین پر ہوا

ہنسا اس ادا سی کہ سب ہنس پڑی
ہوئی جیسی قربان چہوٹی بڑی

دعائین لگی دینی بی اختیار
کہا خوش رکہی تجکو پروردگار

کہ تیری خوشی سی ہی سبکی خوشی
مبارک تجہی روز و شب کی خوشی

نہ آوی کبہی تیری خاطر پہ میل
چمکتا رہی یہ فلک کا سہیل

کیا غسل جب اس لطافت کی ساتہہ
اوڑہا کہیس لائی اوسی ہاتہون ہاتہہ

نہا دہو کی نکلا وہ گل اسطرح
کہ بدلی سی نکلی ہی مہ جسطرح

غرض شاہزادہ کو نہلا دہولا
دیا خلعت خسروانہ پہنا

جواہر سراسر پہنایا اوسی
جواہر کا دریا بنایا اوسی

لڑی لٹکن اور کلغی اور نورتن
عدد ایک سی ایک زیب بدن

مرصّع کا سرپیچ جون موج آب
مصفّیٰ بہ شکل گل آفتاب

وہ موتیکی مالی بصد زیب و زین
کہین جسکو آرام جان لکا چین

جواہر کا تن پر عجب تہا ظہور
کہ ایک ایک عدد اوسکا تہا کوہ طور

غرض ہو کی اسطرح آراستہ
خرامان ہوا سرو نوخاستہ

نکل گہر سی جسدم ہوا وہ سوار
کئی خوان گوہر کی اوسپر نثار

زبس تہا سواری کا باہر ہجوم
ہوا جبکہ ڈنکا پڑی سب مین دہوم

برابر برابر کہڑی تہی سوار
ہزارون ہی تہی ہاتہیونکی قطار

سنہری روپہری تہین عماریان
شب و روز کی سی طرحداریان

چمکتی ہوئی بادلوں کی نشان
کہاروں کی اطراف میں پالکی
کہاروں کی زربفت کی کرتیاں
بندہیں کمرباں تاش کی سر اوپر
وہ ہاتہوں میں سونیکی ہوئی کری
وہ ماہی مراتب وہ تخت رواں
وہ شہناؤں کی صدا خوشنما
وہ آہستہ گہوڑوں پہ نقارچی
سجاتی ہوئی شادیانی تمام
سوار اور پیادہ صغیر و کبیر
وہ نذریں کہ جن سے تہیں تہانیاں
ہوئی حکم سے شاہ کی پہر سوار
سجی اور سجائی سبہی خاص و عام
طرق کی طرف اور سر کی پرے
مرصع کی سازوں کی کوتل سمند
وہ فیلوں کی اور سنگ نہروں کی شان
چلی پایہ تخت کی ہو قریب
سواری کی آگی کی اہتمام
نقیب او جلودار اور چوبدار
اوسی اپی معمول دستور سے
بلا نوجوانو بڑہی جا بجو

سواروں کی غٹ اور پانوں کی شان
جہلا بور کی جگمگے تا سلے
اور اونکی دبی پانوں کی پہونچیاں
چکا چوند میں جنسی آتی نظر
جہلک جسکی ہر ہر قدم پر پڑی
وہ نوبت کا دولہ کی جلیبی سماں
سہانی وہ نوبت کی اوسمیں صدا
قدم با قدم بالباس زری
چلی آگی آگی ملی شاد کام
جلو میں تمامی امیر و وزیر
شہ و شاہزادہ کو گذرانیاں
چلی سب قرینی سی باندہی قطار
لباس زری میں ملبس تمام
کچہ ایدہر اودہر کچہ وری کچہ پرے
کہ خوبی میں روح القدس سے دو چند
جہلکتی وہ منقش کی سائبان
بدستور شاہانہ بیٹہی حبیب
لبی سولی زرو کی آصفی تمام
یہ آپس میں کہتی تہی ہر دم نگار
ادب سے تہا او تسی اور دو سکے
دو جانب سی پالکین لی آئو

بڑھی جا مین اگیسی چلتی قدم | بڑھی عمر و دولت قدم با قدم
غرض اسطرحسی سواری چلی | لگی توکہ باد بہاری چلی
تماشائیونکا جدا تہا ہجوم | ہر ایک طرف تہی ایک عالم کی دہوم
لگا قلعہ سی شہر کی حد تلک | دو کانون پہ تہی بادلونکی چمک
مڈہی تہی تمامی سی دیوار و در | تمامی تہا وہ شہر سونی کا گہر
کیا تہا بس شہر آئینہ بند | ہوا چوک کا لطف وہان چار چند
رعیت کی کثرت ہجوم سپاہ | گذرنی تہی مرکب کی ہر جا نگاہ
ہوی جمع کوٹہون پہ جو مرد و زن | ہر ایک سطح تہی جون زمین چمن
یہ خالق کی سن قدرت کاملہ | تماشی کو نکلی زن حاملہ
لگا لنج سی تا ضعیف و نحیف | تماشی کو نکلی وضیع و شریف
وحوش و طیورن تلک تہی نکل | پری آشیانونسی اپنی نکل
نہ پہونچا جو ایک مرغ قبلہ نما | سو وہ آشیانہ مین تڑپا کیا
زبس شاہزادہ بہت تہا حسین | ہوی دیکہہ عاشق کہین و مہین
نظر جسکو آیا وہ ماہ تمام | کیا اوسنی جہک جہک کی اسکو سلام
دعا شاہ کو دی کہ یار الٰہ | سدا یہ سلامت رہی مہرو ماہ
یہ خوش اپنی منہ سی رہی شہریار | کہ روشن رہی شہر پروردگار
غرض شہر سی باہر ایک سمت کو | کوئی باغ تہا شہ گیا اوسمین سی ہو
گہڑی چار تک خوبسی سیر کر | رعیت کو دکہلا کی اپنا پسر
اودسی کثرت فوجسی ہو سوار | پہرا شہر کی طرف وہ شہریار
سواریکو پہونچا گئی فوج ادہر | گئی اپنی منزل مین شمس و قمر
جہانتک کہ تہین خادمان محل | خوشی سی وہ ڈیوڑی تک آئین نکل

قدم اپنی حجرے سے باہر نکال
لیا سب نے آ پیشوا حال حال

بلائیں لگیں لینے سب ایکبار
گیا جی کو یک دست سبنے نثار

گیا جب محل میں وہ سرو رواں
بندھا ناچ اور راگ کا پھر سماں

پہر رات تک پہنی پوشاک وہ
رہا ساتھ سب کی طربناک وہ

قضارا وہ شب تھی شب چاردہ
پڑا جلوہ لیتا تھا ہر طرف مہ

نظارونسی تھا اوسکی دل کو سرور
عجب عالم نور کا تھا ظہور

عجب لطف تھا سیر مہتاب کا
کہیں تو کہ دریا تھا سیماب کا

ہوا شاہزادہ کا دل بیقرار
یہ دیکھی جو وہاں چاندنی کی بہار

کچھ آئی جو اوس کی جی میں ترنگ
کہا آج کوٹھی پہ بچھی پلنگ

تو اوسونے جا شاہ سے عرض کی
کہ شہزادہ کی آج یون ہی خوشی

ارادہ ہی کوٹھی پہ آرام کا
کہ تھا یاں ہی عالم لب بام کا

کہا شہ نے اتنو لئی دن نکل
اگر یون ہی مرضی تو کیا ہی خلل

پر اتنا ہی اوس سی خبردار ہون
جنہونکی ہو چوکی وہ بیدار ہون

لب بام پر جب یہ سوئی صنم
کریں سورۂ نور کو اوسپہ دم

تمہارا میرا بول بالا رہے
یہ اس گھر کا قایم اوجالا رہے

کہا تب خواصون نے حق سے امید
یہی ہی کہ ہم بھی رہیں روسفید

پھرین حکم لیکر وہاں سے شاہ کا
بچھونا وہین جا کیا ماہ کا

قضارا وہ دن تھا اوسی سال کا
غلط وہم ماضی مین تھا حال کا

سخن مولوی کا یہ سچ ہی قدیم
کہ آگی قضا کی ہوا احمق حکیم

پڑی اپنی اپنی جو سب پیش بیچ
نہ سوجھی زمانہ کی کچھ اونچ نیچ

یہ جانا کہ یونہیں رہیگا یہ دور
زمانہ کا سمجھا اونہوں نے نہ طور

کہ اسبیوفا کی یہی ہی ترنگ ۔ یہ گرگٹ بدلتا ہی ہر دم مین رنگ
کرا بادۂ عشق در جام ریخت ۔ کہ صد شام فرسنگ صبحش گریخت
ندارد تعجب ز نیرنگ دہر ۔ کہ آرد ز یک حقہ تریاک و زہر

داستان شاہزادہ کی کوٹھی پر سونیکی اور پریکی اوڑا لیجانیکی

شتابی سی اوٹہہ ساقی سیم بر ۔ کہ چارون طرف ماہ ہی جلوہ گر
بلورین گلابی سی دی بہر کی جام ۔ کہ آیا بلندی پہ ماہ تمام
جوانی کہان اور کہان پہر یہ سن ۔ مثل ہی کہ ہی چاندنی چار دن
اگر می کی دینی مین کچہ دیر ہے ۔ تو پہر چاندنی یہ کہ اندہیر ہے
وہ سونیکا جو تہا جڑاؤ پلنگ ۔ کہ جسمین ستون کو جـ اودنگ
سراسر اوچہی زری باف سے ۔ کہ تہی ریشمی آینہ صاف سے
بچہی چادر ایک اوسپہ شبنم کی صاف ۔ کہ ہو چاندنی جس صفا کی غلاف
کسی آوپہ کسنی وہ مقیش کے ۔ کہ جہبون مین تہی جسکی موتی لگے
دہری اوسپہ تکئی کئی نرم نرم ۔ کہ مخمل کو ہو جسکی دیکہی سی شرم
کہان تک کوئی اونکی خوبیکو پائی ۔ جسی دیکہہ آنکہونکو آرام آئی
وہ گل تکئی اوسکی جو تہی شکل ماہ ۔ کہ ہر وجہ تہی اونکو خوبی مین راہ
کبہی نیند مین جب کہ ہوتا تہا وہ ۔ تو رخسار رکہہ اوسپہ سوتا تہا وہ
چہپائی سی ہوتا نہ حسن اوسکا ماند ۔ کبہی تو لگائی تہی پکہڑی کو چاند
زبس نیند مین تہا جو وہ ہو رہا ۔ بچہونی پہ آتی ہی بس سو رہا
وہ سویا جو اوس آن سی بی نظیر ۔ رہا پاسبان اوسکا مہر منیر

ہوا اوسکی سورت پہ عاشق جو ماہ / لگا دی ادہر اپنی اوسنی نگاہ
وہ مہ اوسکی کوٹہی کا بالا ہوا / غرض دونکا عالم دوبالا ہوا
وہ پہولونکی خوشبو وہ ستہرا پلنگ / جوانیکی نیند اور وہ سونیکا رنگ
جہانتک کہ جوگی کی تہی باریدار / ہوا جو چلی سو گئی ایک بار
غرض سبکو واں عالم خواب تہا / مگر جاگتا ایک مہتاب تہا
قضارا ہوا ایک پریکا گذر / پڑی شاہزادی پہ اوسکی نظر
بہبوکا سا دیکہا جو اوسکا بدن / جلا آتش عشق سی اوسکا تن
ہوئی حسن پر اوسکی جیسی نثار / وہ تخت اپنا لائی ہوا سی اوتار
دوپٹی کو اوس شہ کی منہ سی اوٹہا / دیا گال سی گال اپنا ملا
اگرچہ ہوی تہی زیادہ ہوس / ولیکن حیانی کہا اوسکو بس
ہی عشق مین پہر یہ سوجہی ترنگ / کہ لی چلیی اسکا امانت پلنگ
محبت کی آئی جو دل پر ہوا / دیا نالنی اوسی لی اوڑی دلربا
ہوا جب زمین سی وہ شعلہ بلند / ہوا مین ستارہ سا چمکا دوچند
شتابی مین وہ یون زمین سی اوٹہا / چلی تیر جسطرح سی جوش کہا
چلی تینک سی اوسکی شمع و چراغ / کہ اوس مہ کا پہونچا فلک پر دماغ
غرض لی گئی آن کی آن مین / اوڑا کر وہ اوسکو پرستان مین
کبہی دل رہی خوش کبہی دردمند / زمانہ کی جیسی ہی پست و بلند

داستان حالت تباہ کرنی ماں باپ کے شاہزادہ کی غائب ہونی سے

ستانی بہی سا فسادی شرا / کہ یہ حال ستمگر ہوا دل کباب
یہانتکا تو قصہ مین چہوڑا یہاں / ذرا اب سنو غمزدونکا بیان

کرون حال ہجران زدون کا رقم   کہ گذرا جدائی سی کیا اونپہ غم
کہلی آنکہہ جو ایک کی وہان کہین   تو دیکہا کہ وہ شاہزادہ نہین
نہ ہی وہ پلنگ اور نہ وہ ماہرو   نہ وہ گل ہی اور نہ وہ اوسکی بو
رہی دیکہہ یہ حال حیران کار   کہ یہ کیا ہوا ہای پروردگار
کوئی دیکہہ یہ حال رونی لگے   کوئی غمسی جی اپنا کہونی لگے
کوئی بلبلائی سی پہرنی لگے   کوئی ضعف کہا کہا کی گرنی لگے
کوئی سر پہ رکہہ ہاتہہ دلگیر ہو   کوئی بیٹھی ماتم کی تصویر ہو
کوئی رکہہ گی زیر زنخدان چہڑے   رہی نرگس آسا کہڑی کی کہڑے
رہی کوئی اونگلی کو دانتون مین داب   کسینی کہا گہر ہوا یہ خراب
کسینی دئی کہول سنبل سی بال   طمانچونسی جون گل کئی سرخ گال
نہ بن آئی کچہہ اونکو اسکی سوا   کہ کہئی یہ احوال اب شہ سی جا
سنی شہ نی القصہ جب یہ خبر   گرا خاک پر کہہ کی ہای پسر
کلیجہ پکڑ مان تو بس رہ گئی   کلی کی طرحسی بکس رہ گئی
ہوا گم وہ یوسف پڑی یہ جو دہوم   کیا خادمان محل سی ہجوم
کہا شہ نی وہان کا بہی دو پتا   عزیز و جہان سی وہ یوسف گیا
گئین لی وہ شہ کو لب بام پر   دکہایا کہ سوتا تہا یہان سیمبر
رہی تہی جگہہ وہ جہانسی گیا   کہا ہای بیٹا تو یہانسی گیا
مری نوجوان مین کدہر جاون پیر   نظر تو نی مجہہ پر نہ کی بی نظیر
عجب بحر غم مین ڈبویا ہمین   غرض جانسی تو نی کہویا ہمین
کرون اس قیامت کا کیا مین بیان   ترقی مین ہر دم تہا شور و فغان
لب بام کثرت جو یکسر ہوئے   تلی کی زمین ساری اودیہ ہوئے

شب آ رہی وہ جس طرح سوتی کٹی ۔ رہی تھی جو باقی سو روتی کٹے
عجب طرح کی شب تھی ہیہات وہ ۔ قیامت کا دن تھا نہ تھی رات وہ
سحر نے کیا جب گریبان چاک ۔ اڑانے لگی ملکی سب سر پہ خاک
اوٹھا شہر مین ہر طرف شور و غل ۔ کہ غایب ہوا اس چمن سے وہ گل
غم و درد سے دل جو سب کا بھرا ۔ ہوا باغ سارا وہ ماتم سرا
گیا جبکہ وہ سرو اس باغ سے ۔ نظر پھول آنے لگی داغ سے
اکڑنا گئی سرو سب اپنا بھول ۔ اڑانے لگین قمریان سر پہ دھول
صدا اب جو کوئی اونھونکو سنے ۔ تو کوکو سے اونکی جگر تک بھنے
ہوی خشک اور زرد ساری نہال ۔ ثمر لگ کی پاؤن ہوی پایمال
بڑا ایسی بلبل کا جی ہٹ گیا ۔ گلو لنکا جگر درد سی پھٹ گیا
تبسم گیا حزن سی غنچہ بھول ۔ ہوا غم سی ازبس لہو پیکی پھول
اڑا نور نرگس کی آنکھونکا سب ۔ ہوئی بال سنبل کی ماتم کی شب
لب جو کی اوڑنی لگی گرد گرد ۔ گل اشرفی کا ہوا رنگ زرد
لگی آگ لالہ کی دل کو تمام ۔ دیا آگ مین پھینک عبہر نکا جام
پڑا ماتم اوس باغ مین بسکہ سخت ۔ ہوئی نخل ماتم تمامی درخت
گری غم سی انگور مدہوش ہو ۔ پڑی سائی ساری سیہ پوش ہو
لگی تھی جو بیلین درختونکی ساتھ ۔ وہ ہل ہل کی ملتی تھی آپس مین ہاتھ
وہ لبریز جو تھی نہر جا بجا ۔ سو آنکھونکو وہ رہ گئی ڈبڈبا
اچھلتی تھی فواری جو اوسکی رواں ۔ گئی سب نکل اونکی تاب و تواں
مژہ پر جو کچھ اشک تھی جھڑ گئے ۔ غرض روتی روتی گڑھے پڑ گئے
ہوا حال چشمونکا ہانتک تباہ ۔ کیا رخت پانی نے اپنا سیاہ

کہاں وہ کوہی اور کدہر آبشار — کوئی دل مین روتی کوئی ڈاڑہ مار
نہ بگلوں کا عالم نہ وہ قرقری — نہ وہ آبجو مین نہ سبزی ہری
جہاں رقص کرتی تہی طاؤس باغ — لگی بولنی اون منڈیروں پہ زاغ
سہانی وہ چہاؤن جو بچہتی تہین — سو گیا ہو کہ اب دل لگی وہان کہین
منقش جہاں تہی وہ رنگین مکان — ہوی سب وہ بجز نہ دیدۂ خونچکان
گلوں کی طرح کہل رہی تہی جو دل — سو وہ سب خزاں سی ہوی مضمحل
خزاں کا الم وہاں جو آ کر گرا — جگر برگ گل کی طرح جہڑ پڑا
نہ غنچہ نہ گل نی گلستان رہا — فقط دل مین ایک خار ہجران رہا
وزیروں نی دیکہا جو احوال شاہ — کہ ہوتی ہی اب اوسکی حالت تباہ
کہا سبنی سمجہا کی اوس شاہ کو — کہ دیکہو گی تم اپنی اوس ماہ کو
اگرچہ جدائی گوارا نہین — ولیکن جدائی سی چارا نہین
سدا ایک سا دن گذرتا نہین — کوئی ساتہہ مرتیکی مرتا نہین
نہین خوب اتنا نہین اضطراب — نصیبوں سی شاید ملی وہ شتاب
خدا جانی اب اوسمین کیا بہید ہے — یہ کہتی ہین جیتوں کو امید ہے
ندانم کہ تا کردگار جہان — درین آشکارا چہ دارد نہان
خدا کی خدائی تو معمور ہے — غرض اوسکی نزدیک کیا دور ہے
نہین ایک صورت پہ کوئی مدام — اوسیکی غرض ذات کو ہی قیام
یہ کہہ اوس شہ کو بٹہا تخت پر — پہر نوع رہنی لگی یک دگر
لٹایا بہت باپ نی مال و زر — ولیکن نہ پائی کچہ اوسکی خبر

داستان پرستان مین لیجانی کے

ذرا خضرہ تو ہی ہو ساقیا / مجھی دیکی می کھوج اوسکا بتا
نہ پانی کہین یہان جو اوس گلکی ہو / کہون اب پرستان مین جیسی جو
اوڑی جو پری وہانسی لیکر اوسی / اوتارا پرستان کی اندر اوسی
وہان ایک تہا سیر کا اوسکی باغ / کہ جسکی گلونسی ہو تازہ دماغ
ریاحین و گل اوسمین انواع کی / طلسمات گل اوسمین انواع رنگی
طلسمات کی ساری دیوار و در / نہ یہانکی سی کوٹھی نہ یہانکی سی گھر
مطلا منقش مشبک تمام / یہ کیا ہو جو ہو دیو کا اوسمین نام
نہ آتش کا خطرہ نہ بارانکا ڈر / نہ سردی نہ گرمی کا اوسمین خطر
جڑی اور ملی سب گلونکی مکان / جہان چاہیی جا کی رہیں یہان
درخشندہ ہر سقف و الان کی / ہو دیوار جیسی چراغان کی
زمین وہانکی ساری جواہر نگار / ادہر مین چمن اور ہوا مین سحاب
کسیکو ہو جس چیز کا اشتیاق / نظر آئی وہ چیز بالای طاق
جواہر کی ذی روح وحش و طیور / خرامان پہرین صحن مین دور دور
پہرین دن کو ساری وہ حیوان ہو / کرین رات کو کام انسان ہو
لگی ہر طرف کو ہر شب چراغ / وہی دنکو گوہر وہی شب چراغ
بنائی ہوی جال ہائی نہال / گل و غنچہ سب وہانکی دور از خیال
صدا آپ سی آپ گھڑیال کی / کہین ناچ کی اور کہین تال کی
رہی وہانکی حجرون کا جو در کہلا / تو دنیا کی باجون کی آئی صدا
وگر بند کر دیجئی ایکبار / تو جون ارغنون راگ نکلین ہزار
مکانون مین مخمل کا فرش و فروش / بخط سلیمانی اوسپر نقوش
طلسماتکی پردی اور چلونین / ارادی پہ دلگی اوٹھین اور کھلین

خوشی

خواصیں پریزاد اوسمیں تمام | پھریں گرد گرد اوس پری کی مدام
سر پر بنگلا مرصع نگار | سراپا برنگ گہر آبدار
رکھا شاہزادہ کا اوسمیں پلنگ | کھلا حسن سے اوس کی بنگلہ کا رنگ
قضارا کھلی آنکھہ اوس گلگی جو | نہ پائی وہاں شہر کی اپنی بو
نہ وہ لوگ دیکھے نہ وہ اپنی جا | تعجب سے ایک ایک کو تک رہا
اچنبھے کا یہ خواب دیکھا جہان | لگا کہنے یارب میں آیا کہاں
زبس تھا وہ لڑکا تو سہما ہی کچھ | ہوا کچھ دلیر اور حیران ہی کچھ
سرہانے جو دیکھے مہ چار دہ | کہے ہے اجنبی سے وہ ایک رشک مہ
کہا کون ہے تو یہ کسکا ہے گھر | لے آیا مجھے کون گھر سے ادھر
پھرا منہ کو اور لے اودھر سے نقاب | دیا اوس پری نے یہ ہنسکر جواب
خدا جانے تو کون میں کون ہوں | مجھے بھی تعجب ہے میں کیا کہوں
پر اب تو تو مہمان ہے میرے گھر | لے آئی ہے تجکو قضا و قدر
یہ گھر گو کہ میرا ہے تیرا نہیں | پر اب گھر یہ تیرا ہے میرا نہیں
تری عشق نے مجکو شیدا کیا | ترا غم میرے دلمیں پیدا کیا
چھڑا کر ترا تجہ سے شہر و دیار | یہ بندی ہے لائی ہے تقصیر وار
پری ہوں میں اور یہ پرستان ہے | یہاں سب یہ قوم پری جان ہے
کہاں صورت جن کہاں شکل انس | غرض تھی صحبت غیر جنس
پہ دیکھو ہوئی شادی اوس کو نہ غم | پہ ناچار کیا کرسکے وہ صنم
کبھی یوں بھی ہے گردش روزگار | کہ معشوق عاشق کی ہو اختیار
غرض وہ لگو جن تون لگا یا وہاں | کہا اوسنے جو کچھ کہا اوسکو ہاں
ولیکن نہ عقل و نہ ہوش و حواس | رہے وحشیوں کی طرح وہ اوداس

کبھی اشک آنکھون مین بھر لائی وہ — کبھی سانس لیکر کہی ہای وہ
وہ محلونکی چہلین وہ گہر کا سمان — رہی روبرو دہیان مین ہر زمان
وہ شفقت جو ماں باپکی یاد آئے — تو راتون کو رو رو کی دریا بہائے
کبھی اپنی تنہائی پر غم کرے — کبھی اپنی اوپر دعا دم کرے
کری یاد جب اپنی ناز و نعم — فغان زیر لب وہ کری دمبدم
بہانہ سی دن رات سویا کری — نہ ہو جب کوئی تب وہ رویا کری
غرض مضطرب تہا وہ ہر حال مین — کہ جون مرغ تڑپی نیا جال مین
غرض ماہ رخ اوس پریکا تہا نام — پری سی کیا تہا یہ پوشیدہ کام
کبھی گہر مین رہتی کبہی تہی وہان — کہ تا راز اوسکا نہوئی عیان
وہ پریون مین از بسکہ تہی ذیشعور — نئی چیز لاتی تہی اوسکی حضور
عجائب غرائب پرستان کی — دکہاتی تہی ہر شب اوسی آن کی
نئی کہانی اور میوی اقسام کی — مہیا سب اسباب آرام کی
نئی کشتیان روز پوشاک کی — خوش آمد سدا جان غمناک کی
نئی سانگ و ہانکی نئی راگ رنگ — کہ تا دل لگی اور نہو جی بہ تنگ
شرابونکی شیشی چینی طاق مین — گزک وہ کہ نکلی نہ آفاق مین
شراب و کباب و بہار و نگار — جوانی و مستی و بوس و کنار
نتہا اور کچہ غم تو اوسکو وہان — بغیر از غم دوری دوستان
اوسی غمسی گہل گہل کی مرتا تہا وہ — سدا شمع سان آہ کرتا تہا وہ
پری وہ جو تہی دل لگائی ہوئے — وہ بیٹھی تہی اوسکو اڑائی ہوئے
وہ تہی نازنین بہی بہت عقل مند — نہ کہلنی سی کچہ اوسکی ہوتی تہی بند
کہا ایک دن اوسنی سن بی نظیر — اسیری دام مین تو ہوا ہی اسیر

تو ایک کام کر ایک پہر کہین — کیا کر تک ایک سیر روی زمین
تو رک مرک کی دل کو نکر اپنی بند — نہ پہنچی کہین تیری جی کو گزند
سر شام جاتی ہون مین باپ پاس — اکیلا تو رہتا ہی اسجا اداس
یہ گہوڑا مین دیتی ہون کل کا تجھے — ولیکن میوی تو مچلکا سب مجھے
کہ گر شہر کیطرف جائی کہین — ویا دل کسی سی لگائی کہین
تو پہر حال جو ہو گنہگار کا — وہی حال ہو تجہسی دلدار کا
کہا کیون کہ مین تمکو جاؤنگا بہول — مجہی جو کہا تمنی سو سب قبول
کہا ماہ رخ نی کہ ہی میری بخت — کہ بخشا تجہی مین سلیمان کا تخت
جو اوتری تو کل اسکی یون جوڑیو — جو برعکس چاہی تو وون موڑیو
زمین سی لگا اور تا آسمان — جہان چاہیو جائیو تو وہان

داستان گہوڑیکی تعریف مین

کہون کیا مین اوس اسپ کی خوبیان — پرندو نمین کب ہون یہ محبوبیان
ذرا کل کو موڑی فلک پر ہوا — جو کہی تو کہی اوسی باد پا
نہ کہاوی نہ پیوی نہ سوئی کبہی — نہ ٹاپی نہ بیمار ہوئی کبہی
نہ حشری نہ کبڑی نہ شب کور وہ — نہ وہ پہتہ لنگ اور نہ منہ زور وہ
نہ ہدونکا نہ موتڑیکا خلل — نہ پیشانی اوپر ستارہ کا بل
نہ ساپن نہ ناگن نہ ہوریکا ڈر — ہر ایک عیب سی وہ غرض بی خطر
یہ گہوڑا جو اس کلکی تہا بخش کا — فلک سیر تہا نام اوس رخش کا
سر شام وہ بی نظیر جہان — اوسی رخش پر ہو کی جلوہ کنان
ہر ایک طرف سی ہو گذرتا تہا وہ — وہی ایک پہر سیر کرتا تہا وہ

پہر جب کہ سمجہا تو پہرتا شتاب	کہ پہر پہر تہا ماہ رخ کا عتاب

داستان وارد ہونیمین بی نظیر کی باغمین بدر منیر کی

کہ پہرسی تو ایسا تہی شوخ رنگ	کہ آیا ہو جیسی بیٹہی بیٹہی تنگ
پلا مجکو دارو کوئی تیز و تند	کہ ہوتا چلا ہی مرا ذہن کند
مری توسن طبع کو پر لگا	مجہی ہاتہ سی لیچلی فلک پر اڑا
سنو ایک دنکی یہ تم واردات	اٹہا سیر کو بی نظیر ایک رات
ہوا ناگہان اوسکا ایجا گذر	سہانا سا ایک باغ آیا نظر
سفید ایک دیکہی عمارت بلند	کہ تہی نور مین چاندنی سی دو چند
وہ چہٹکی ہوئی چاندنی جابجا	وہ جاڑیکی آمد وہ ٹہنڈی ہوا
وہ نکہرا فلک اور وہ مہ کا ظہور	لگا شام سی صبح تک وقت نور
یہ عالم جو بہایا تو کوٹہی پہ آ	ادہر اپنی گہوڑسی سی اوسنی جہکا
لگا جہانکنی اوس مکانکی تئین	کہ دیکہون تو یہان کوئی ہی یا نہین
جو دیکہا تو ایسا کچہ آیا نظر	کہ سب کچہ گیا اوسکی جیسی اوتر
کہا جیسی اب تو جو کچہ ہو سو ہو	ذرا چلکی اس سیر کو دیکہ لو
یہ کہہ نیچی اوترا دبی پانون وہ	نظر سی بچا لی ہوئی چہانون وہ
الگ کہول ہاتہونسی وہانکی کواڑ	چلا سایہ سا یہ درختونکی آڑ
تہی ایک طرف گنجان باہم درخت	کہ لیٹی ہون جسطرح مشتاق سخت
لگا وہانسی چہپ چہپکی کرنی نظر	درختونسی جون ماہ ہو جلوہ گر
جو دیکہی تو صحبت عجب ہی وہان	عجب چاندنی ہی عجب ہی سمان
عجب صورتین اور طرفہ محل	چلا دیکہتی ہی دل اوسکا نکل

لی جنس کی اوسکو جو اپنی بو
لگا تکنی یہ ... ہو

نظر آئی وہان چاندنی کی بہار
کہ آنکھون نی کی خیرگی ...

در و بام ایک لخت ساری سفید
ہر ایک طاق محراب صبح امید

معرق زمین پر تمامی کا فرش
جہلک جسکی لی فرش سی تا بعرش

زمین کا طبق آسمان کا طبق
سنہری روپہری ہون جیسی ورق

بلورین دہری ظرف سنگ فرش
کہ جن سی منور رہی تک فرش

گئی اوسکی عالم پہ جس دم نگاہ
اور آیا نظر اوسکو وہ رشک ماہ

طرح اوسکی پھر دل کی مانوس تہی
کہ گویا وہ شیشہ مین فانوس تہی

کہین دیکہہ اوسکی تئین ہوشمند
پریکو کیا ہیگا شیشہ مین بند

ہر ایک سمت واں نور کا ازدحام
لگی آینہ قد آدم تمام

لپٹی ہوی بادلون سی درخت
زمین پر ہوا صاحب تاج و تخت

... وہ جو پڑگی ... ہر
پڑی چشمۂ ماہ سی جسمین لہر

لب نہر ... جو غور سے کے
تو پڑی تہی وہ ایک بلور کے

پڑی اوسمین فواری چہٹتی ہوے
ہوا بیچ موتیسی لٹتی ہوے

مقرض پڑا اوسمین مقیش جو
گرا ماہ وہان رشک سی پیرزی کا ہو

لئی گود مقیش چہوٹی بڑے
سبہی ستاری اوڑاوین گہڑی

غرض اپنی صنعت سی تارونکو توڑ
زمین کو فلک کی بناتی تہی جوڑ

ہوا مین وہ جگنو سی چمکین بہم
ملین جلوۂ مہ کو زیر قدم

فقط چاندنی مین کہان طور یہ
کہ طرّہ نہ جب تک ملی اور یہ

زمانہ زرافشان ہوا زرفشان
زمین سی لگا تا سما زرفشان

گل و غنچہ نسرین تاج خروس
زمین چمن سب جبین عروس

خراماں زری پوش ہر ماہ وش | کرین دیکھکر مہر و مہ جنکو غش
ہر ایک بگیرہ زر نگار | کہ تہی جسکی جہالر پہ موتی نثار
جتاتو وہ استادہ ہی الماسکی | ڈہلی ایک سانچی کی ایک راسکی
کہچی دور ہر طرف زرتار کے | لڑی جو کناریکی ہون ہار کے
کہون کیا مین جہالر کی اوسکی پہبن | کہ سورج کی ہو گرد جیسی کرن
مشجر بچہی مسند ایک جہلکے | کہ تہی چاندنی جسکی قدمون تلے
نہ پہولی سماتی تہی تکیی دہرے | کہ تہی دو فقط حسن ہی سی بہرے
بلوریں صراحی وہ جام بلور | دل و دیدہ وقف تماشای نور
زمین نور کی آسمان نور کا | جدہر دیکہو اودہر سماں نور کا
چمن ساری وا اودہ لوسی بہرے | جواناں شبوکی ہر جا پہرے
ستارونکا مہتاب کا حال یون | کہ جو چمن پانیکی قطری ہون جون
اگر کبہی سایہ اودہر نگاہ | تو بہی وہ بہی جون سایۂ مہر و ماہ
کری ہی نگہ جسطرف کو گذر | بجز نور آتا نہین کچہ نظر
کری کون سی حسن کو انتخاب | ہر ایک آئینہ مین وہی ماہتاب
نظر جسطرف جای نزدیک و دور | اوسی ایک سرکی ہر جا ظہور
نکل اپنی وحدت سی کثرت مین آ | وہی نور ہی جلوہ گر جا بجا
نئی رنگ سی ہر طرف ماہتاب | وہی ایک نکتہ کہ جسکی کتاب
حقیقت کی لیکن بصارت ہی جو | کہ دیکہی نہ اوسکی سوا غیر کو

داستان تعریف بدر منیر اور عاشق ہونا بی نظیر کا

گلابی مری سامنی ساقیا | مہ چاردہ کو دکہا کر پلا

کہ دیکھی سی جسکی ہو دل کو سرور
کرون اوس مکانکی تمکین کا بیان
وہ مسند جو تہی موج دریای حسن
برس پندرہ ایک کا سن و سال
دی کہنی تکیہ پہ ایک نازسی
خواصین کہڑین ایدہر اودہر تمام
وہ بیٹہی تہی بیچ و بیچ بتالی ہوے
اودہر آسمان پر وہ رخشندہ ماہ
پڑا عکس دونونکا جو نہرمین
نظر آئی اتنی جو ایکبار چاند
عجب طرحکا حسن تہا جان نثار
کہون اوسکی پوشاک کا کیا بیان
زبس موتیونکی تہی سنجاف گل
اور ایک اوڑہنی جون ہوا یا حباب
صباحت صفا اوسمین جہلکی ہوی
گریبان مین تکمہ ایک الماس کا
وہ کرتی وہ انگیا جو اہر نگار
وہ چہب تختی اور اوسکی کرتیکا چاک
جہلک پاپجامہ کی دامن سی یون
صفائی یہ پوشاک کی دیکہیو
وہ ترکیب اور چاند سا وہ بدن

نظر کام کر جای نزدیک و دور
کہی بعد خاتم نگین کا بدل
وہان دیکہی ایک مسند آرای ناز
نہایت حسین اور صاحب جمال
سر تہر پٹی تہی انداز سے
ستارونکا جون ماہ پر ازدحام
دل اوس چاندنی پر لگاتی ہوے
ادہر یہ زمین پر سہر چاردہ
لگی لوٹنی چاند ہر لہر مین
زمانیکی منہ کو لگی چار چاند
کہ مہ روبرو جسکی تہا تہک رہا
فقط ایک پشواز اب رون آ
کہی تو وہ بیٹہی تہی موتیمین گل
جیسی دیکہہ شبنم کو آوی حجاب
پڑی سرسی کاندہی پہ ڈہلکی ہوی
ستارہ سا مہتاب کی پاس کا
تیا باغ اور ابتدا کی بہار
تراقی کی انگیا کسی ٹہیک ٹہاک
نظر آئی آئینہ مین برق جو
نظر سوچ مین ہی کہ بیلی بدن ہو
وہ بازو پہ ڈہلکی ہوی نورتن

جڑاؤ وہ بالی کہ ہالہ کا شتاب ۔ وہ موتیکی بالی کہ عاشق کا اشک
وہ آنکھوں کی مستی وہ مژگاں کی نوک ۔ کرن پہولکی اور بالیکی جہوک
وہ موتیکا ڈولڑا وہ موتیکا ہار ۔ سدا اشک غمدیدہ جسپر نثار
لگا دیکھ کی پچلڑا ست لڑا ۔ سراسر گلی حسن اوسکی پڑا
جڑاؤ دملتی وہ چنپا کلے ۔ رہی جس سی الماس کو ہیکلے
گلی اوسکی موتی لگی گرد گل ۔ کہ جون شبنم آلودہ ہو برگ گل
جہانگیریوں کا کروں کیا بیان ۔ لگا اوٹھتا تھا آنکہوں سی اوسکی فغان
جواہر سی ہینی کی ہیکل جڑی ۔ لگا اور کو لیکی تیچی پڑے
فقط موتیوں کی پڑسی پائی زیب ۔ کہ جسکی قدم سی گہر پائی زیب
کسیکی کہاں ہاتھ وہ پاؤں آئے ۔ جواہر جہاں پاؤں پڑ پڑ کی جائے
سراپا اگر ہو زبان میرا تن ۔ سراپا میں اوسکی کروں کیا سخن
سب اعضا بدن کی موافق درست ۔ ہر ایک کام میں اپنی چالاک و چست
جہاں راستی چاہیئے راستی ۔ لگی جسجگہ چاہیئے وہاں سجے
وہ مکھڑا جسی دیکھہ یہ داغ کہائی ۔ وہ نقشہ کہ تصویر کو حیرت آئی
جو کچھ چاہیئے بھیک نگہ سی آب ۔ نزاکت بھرا سیوتی کا سا رنگ
کچھ ایک تمکنت اور کچھ ایک بانکپن ۔ غرض ہر طرح میں انوٹھی پھبن
کرشمہ او غمزہ ہر آن میں ۔ غرض پری اوسکی فرمان میں
تغافل حیا ناز شوخی غرور ۔ ہر ایک اپنی موقع سی وقت ضرور
تبسم تکلم ترحم تبسم ۔ موافق ہر ایک حوصلہ کی کرم
وہ ابرو کہ محراب ایوان حسن ۔ جھکی شاخ نخل گلستان حسن
نگہ آفت و چشم عین بلا ۔ مژہ دی صفونکو اولٹ بر بلا

اگر گوش جب اوسکا تابندہ ہو | صدف کا دل صاف شرمندہ ہو
وہ مینی کہ جسکی نہین کچہ نظیر | ہی انگشت قدرتکی سیدہی لکیر
وہ رخسار نازک کہ ہو جاتی لال | اگر اوسپہ بوسہ کا گذری خیال
نہین ہی طبق یا لبن کا یہان کچہ حساب | بیاض گلو سبکی سب انتخاب
وہ ساعد وہ بازو بہری گول گول | برابر ہوا الماسکی جس کا مول
وہ دست حنا بستہ خوبیکا باب | شفق مین ہو جون پنجہ آفتاب
رہی بس مثل آئینہ تہا اوسکا تن | کہی تو کہ تہی ناف عکس ذقن
کمر کو کہون کیونکہ مین اوسکی ہیچ | نہ آوی نظر تو ہی قسمت کا پیچ
وہ زانو کہ آجای گر اوسپہ ہاتہہ | رہی عمر بہر ہاتہہ زانو کی ساتہہ
وہ ساق بلورین وہ انداز پا | بہری ہر سحر جسکو دل مین صدا
قد و قامت آفت کا ٹکرا تمام | قیامت کہری جسکو جہک کر سلام
وہ اٹہکہیلیان اور اوسکی وہ چال | کہ دل جس سی عالم کا ہو پائمال
بنا کبک کیسی ہی گو چال لای | کہان پر وہ رفتار کو اوسکی پای
الگ چال اوسکی کوئی کیا چلی | یہ انداز سب اوسکی پانون تلی
عجب پشت پا صاف انگشت پا | کف پا دکہاوی سہ پشت پا
مغرق جواہر سی ایک جفت کفش | نہ وہ مفت پالکی یا مفت کفش
یہ قدرت کا دیکہا جو اوسنی خیال | کہا شاہزادہ نی یا ذو الجلال
درختون سی وہ دیکہتا تہا یہان | کسیکی نظر جا پڑی تا کہان
یہ چرچا جو پہیلا تو ظاہر ہوا | ہر ایک حال سی اوسکی ماہر ہوا
یہ سن ایک سی ایک تہا اسکی سب | پہرین برگ گلکی طرح غنچہ لب
جو دیکہین تو شعلہ سا روشن ہی کچہ | درختو لگا روشن سا انگن ہی کچہ

کسینی کہا کچھ نہ کچھ ہے بلا
کسینی کہا ہی پری یا کہ جن
لگی کہنی ماتہا کوٹی اپنا کوٹ
ہوی صبح شب کا گیا اوٹھ حجاب
کسینی کہا دیکھیو ا ہی بوا
کسینی کہا یہ تو دلدار ہے
یہ آپس مین باتین جو ہونی لگین
گئی بات یہ شاہزادی کی گوش
کہا مین تو دیکھون یہ کہہ کر اوٹھی
خواصونکی کاندہی پہ دہر اپنا ہاتھ
کچھ ایک خوف سی ہول کہاتی ہوئی
گئی بعد مین تینین جو کچھ کچھ پڑین
گئی جب وہ کر دل اپنا کڑا
لگین جہانکنی سبکی سب شرمگین
جو دیکھین تو ہی ایک جوان حسین
برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن
پڑی پشت لب سی سبزی کی نمود
گل مین پڑا نمیہ شبنم کا ایک
تماشی کی سنجاف جلوہ کنان
طرحدار ایک سر پہ پہنا سجا
عجب پیچ سی پیچ تاتہی سے دل

کسینی کہا چاند ہی یہان چہپا
کسینی کہا ہی قیامت کا اوٹھا
ستارہ پڑا ہی فلک پر سی ٹوٹ
درختون مین نکلا ہی یہ آفتاب
کہڑا ہی کوئی صاف یہ مردوا
کسینی کہا کچھ یہ اسرار ہے
اشارونسی کہا تین جو ہونی لگین
یہ سنتی ہی جاتا رہا اوسکا ہوش
گیا سنسنا جی تو رہ کر اوٹہی
عجب ایک اداسی چلی ساتھ سات
دہڑک اپنی دل کی دکہاتی ہوئی
دعائین وہ پڑھ پڑھ کی آگی بڑہین
وہان جسجگہ تہی وہ باہم درخت
یکایک نظر وہان پڑا بی نظیر
کہڑا ہی وہ آئینہ سان مہ جبین
مرادونکی راتین جہانپکا دن
بنا آتش لعل شیرین کا دود
بدنسی عیان نور عالم کا ایک
کہ جون عکس مہ زیر آب روان
سماہی کا ٹیکا کہ سی بہڑا
یہ سر پیچ پر پیچ کہتا تہا دل

جواہر کا سہرا گلی مین لگا ستارہ ہو جون صبح کا جگمگا
وہ موتی کا لٹکن زمرد کی ہسر لٹک جسکی ہی بند و دستار پر
وہ گورا بدن صاف ترکیب دار پہری ڈنڈ پہ نور تن کی بہار
ایک الماس کی ہاتھ انگشتری سراسر حنا دست و پا مین لگی
عیان چستی و چالاکی گات سی نمود جوانی ہر ایک بات سی
بدن آئینہ سا دمکتا ہوا گل باغ خوبی مہکتا ہوا
اگر زلف کی اور کاکل کا بل جوانیکی شب کا سمان بر محل
دیانی سی ظاہر سراپا شعور جبین پر برستا شجاعت کا نور
ولی عشق کی تیغ کہائی ہوئے کہڑا دل کسی پر لگائی ہوئے
یہہ دیکہا جو عالم تو غش کر گئین وہ جتنی کہ آئین تہین سیر کو
شتابی سی جا کر کہا وانکا حال کہ ای شاہزادی صاحب جمال
عجب سیر ہی سیر مہتاب مین یہ عالم تو دیکہا نہین خواب مین
کہی سی ہماری نہ مانو کی تم جو دیکہو گی آنکہون تو جانو گی تم
اوٹہا پاسی گلگون کو جلدای لگا نجانی کہین ہاتھ سی یہ بہا
نہین اور کچھ تم نہ کچھ ہراس چلی آوہ تک ان درختو نکی پاس
گئی اوسجگہ جب یہ بدر منیر اور اوسنی جو دیکہا شہ بی نظیر
گئی دیکہتی ہی سب آنکہین مل نظر سی نظر جیسی جی دلسی دل
غرض بی نظیر اور بدر منیر گری دونون آپس مین ہو کر اسیر
رہی کچھ نہ تن من کی سدہ بدہ اوسی نہ کچھ اپنی تنکی رہی سدہ او سے
تہی ہمراہ ایک اوسکی وجیہت وزیر نہایت حسین اور قیامت شریر
نفیس نہایت ہشیار اسی وہ دلربا اوسی لوگ کہتی تہی نجم النسا

شتابی سی لا اونسی چہرہ کا گلاب ❊ تب آئی تھوڑون مین ذرا اونکی تاب
وہ اوٹھتی تو اونہی پہ حیران سے ❊ گل شبنم آلودہ گریان سے
وہ شہزادہ دلشدہ تو ٹھٹھک ❊ وہین رہ گیا نقش پا سا ہچک
کہ وہ نازنین کچھ جھجک منہ چھپا ❊ اگر اور چوٹی کا عالم دکھا
چلی اوسکی آگی سی منہ موڑ کر ❊ وہ وہین نیم بسمل اوسی چھوڑ کر
وہ گدی وہ شانی وہ پشت و کمر ❊ وہ چوٹی کا کوکی پہ آنا نظر

داستان زلف اور چوٹیکی تعریف اور صحبت اول کی بیان مین

پلا ساقیا ساغر مشک بو ❊ کہ ہی مجکو درپیش تعریف مو
سر شام سی دی پلا تنک شراب ❊ کہ مستی مین دیکہون رخ آفتاب
کہون اوسکی بالونکا کیا مین بیان ❊ کہ دیکہا کسی رات مین یہ سمان
وہ زلفین کہ دل جسمین اولجہا رہے ❊ اولجہنی سی جی جنکی سلجہا رہے
وہ کنگہی وہ چوٹی کہچی صاف صاف ❊ کناری کا پہچی چمکتا مباف
کہون اوسکی خوبیکا کیا رنگ ڈہنگ ❊ کہ جون آخر شب ہو جہنکی کا رنگ
نمایان تہی یون اوڑہنی سی جہلک ❊ کہ جون ابر مین برق کی ہو چمک
مباف زری نی کیا ہی غضب ❊ دیا ہی گرہ دن کو دنبال شب
سنگارون مین وہ سب سی گو ہی اوتار ❊ یہ کہتی ہین چوٹی کا اوسکو سنگار
نہو کیون کہ چوٹی کا رتبہ بڑا ❊ کہ ایک نور ہی اوسکی پیچھی پڑا
گل و سنبل اوسپی سی قربان ہی ❊ کہ اوسکی لٹک مین عجب آن ہی
پڑی تہی رسن سحر کی اوسکی ساتہ ❊ شب و روز کو دی گہا اوسنی کاتہ
ولی ہاتہ آنا ہی اوسکا کٹھن ❊ کہ ہی فی الحقیقت وہ کالی ناگن

اولٹ کر نہ کیون ہی اوسی ہوشیار
کہ وہ ایک ستارہ ہی دنبالہ دار

وہ پیٹہہ اوسکی شفاف آئینہ سان
لٹس اوپر وہ چوٹی کا پٹا اوہان

کہون اوسکی عالم کا کیا ماجرا
کہ جون ہو دی دریا پہ کالی گہٹا

بہری تہی دلون سی ازبس اوسکی مانگ
بہت دل لئی اوس سی کنگہی نی مانگ

دل عاشق اوسپر سی قربان ہے
کہ مشاطہ کا سر پر احسان ہے

کشاکش مین تہا ورنہ جینا تو ہیچ
بہلی کو رکہا اوسنی ڈہیلا ہی پیچ

غرض حسن کا اوسکی ہی سب یہ بہید
جو چاہی کری وہ سیاہ و سفید

کری سرخ جو کوئی اوسمین شگاف
کری خون دل اپنا اوسکو معاف

کیا قتل گو اوسنی دل کو تو کیا
شفق کا نہین شام پر خون بہا

کہانتک کہون اوسکی چوٹی کی بات
کہ تہوڑا ہی سانپ اور بڑی ہی رات

قطعہ

دیا شعر کو گرچہ ہر بار طول
ولیکن یہ ہو عرض میری قبول

بہت موشگافی جو کی مینی یہان
گہٹانیکی جا کہ نہ تہی درمیان

تس اوپر جو پوری نہ تہی مثال
ہوئی ہی میری فکر بی پر و بال

اب اس پیچ سی باہر آتا ہون مین
سمان ایک تازہ سناتا ہون مین

غرض وہ مڑی جب دکہا اپنی بال
تو گویا کہ مارا محبت کا جال

ادائین سب اپنی دکہاتی چلے
چہپا منہ کو اور مسکراتی چلے

غضب منہ پہ ظاہر ولی دل مین چاہ
نہان آہ آہ اور عیان واہ واہ

یہ ہی کون کم بخت آیا یہان
ملی چہوڑ کر اپنا جاؤن کہان

یہ کہتی ہوئی آن کی آن مین
چہپی جا کی اپنی وہ دالان مین

دیا ہاتہہ سی چہوڑ پردہ شتاب
چہپا ابر تاریک مین آفتاب

کہ اتنی مین آئی وہ دخت وزیر
فسون پڑہ کی بولی کہ بدر منیر

کبھی جو چلی تو خوشی آتی نہین
میری طرف ٹک دیکھہ تو ہا ہائے
گیا ہی اگر تو نی گھایل اوسے
ٹک ایک حظ اوٹھا زندگانی کا تو
مئی عیش کا جام اب نوش کر
یہ حسن و جوانی یہ جوش و خروش
کہاں یہ جوانی کہاں یہ بہار
سدا عیش دوران دکھاتا نہین
سبھی یون تو دنیا کی ہین کاروبار
خوشا وہ زمانہ کہ دو ایک جگہ
کہاں چاہ والی ہین یوسف عزیز
تیری گھر مین آیا ہی مہمان عزیز
شتابی سی مجلس کو تیار کر
بلا ساقیان گل اندام کو
شب و روز پی ملکی جام شراب
یہ سنکی وہ نازنین مسکرا
مین سمجھی تیرا جی گیا ہی اودہر
لگی کہنی ہان ہنسکی وہ ماہ وش
کبھی یہ تو چہرے کا ہی شگفتی گلاب
یہ آئی ہین مژدہ کی باتین ہو مین
بلا لاسکے جا اُس جوانکی تئین

تیری ناز بیجا یہ بہاتی نہین
شکل ہی کہ حسن بہاتی منڈیا ہلا کے
تو مت چھوڑ اب نیم بسمل اوسے
ذرا دیکھہ اپنی جوانی کا تو
غم دین و دنیا فراموش کر
غفور است ایزد تو ساغر بنوش
یہ جوبن کا عالم یہی یادگار
گیا وقت پہر ہاتھہ آتا نہین
ولی حاصل عمر ہی وصل یار
کرین یک دگر جلوہ مہر و مہ
اری باؤلی چاہ مین کر تمیز
یہ ہی واردات عجیب و غریب
تو اس گل سی گھر رشک گلزار کر
لگا ساتھہ گردش مین لا جام کو
مہ و مہر کو رشک سی کر کباب
لگی کہنی اچھا بہلا ری بہلا
بہانی تو کرتی ہی کیون مجھ پہ وار
ہوائی تہی اوسی دیکھہ مین کی تو سن
بہلا میری خاطر بلاؤ شتاب
اشارونکی باہم جو کہاتی ہو مین
گیا میزبان میہمان کی تئین

بلا ایک مکان مین بٹھایا اوسے — محل کا سامان سب دکھایا اوسے
پھر اوس نازنین نی پکڑا اوسکا ہاتھ — بٹھایا پاس ہی لا آخر اوس گل کی ساتھ
پلا ساقیا مجکو صہبای عیش — ملی ہی نصیبون سی یہان جای عیش
بہم ملکی بیٹھی ہین دو رشک مہ — قران مہ و مہر ہی اس جگہ
ہر ایک بیچ رشک گلستان ہی آج — بہار وصال عزیزان ہی آج
بزور اوسکو لا کر بٹھایا جو وان — نپوچھ اوس گھڑی کی سما کا بیان
وہ بیٹھی عجب ایک انداز سے — بدن کو چرائی ہوی ناز سے
منہ آنچل سی اپنا چھپائی ہوے — الجھائی ہوی شرم کہائی ہوے
پسینا پسینا ہوا سب بدن — کہ جون شبنم آلودہ ہووے سمن
گھڑی دو تلک وہ مہ آفتاب — رہی شرم سی پای بند حجاب
اونہونکی زکی بیٹھنی سی خفا — ہوی دل مین اپنی وہ نجم لقا
گلابی کو لا اوسکی آگی دہرا — پیالہ کو پھر جلد اوسنی بھرا
کہا شاہزادی کو بیٹھی ہی کیا — یہ پیالہ تو اس بت کی منہ سی لگا
ذرا میری خاطر سی ہنس بول تو — لب لعل شیرین کو ٹک کہول تو
مین صدقی تری تجکو میری قسم — لگی ساغر اوسکو پلا دمبدم
یہ دیکھا اوسکی منت پیالہ اوٹھا — اودہر سی پھرا منہ کو اور مسکرا
کہا بادہ نوشی سی ہو جسکو ذوق — پیئی وہ پیالہ نہین اوسکا شوق
کہا شاہزادہ نی ہنسکر کی یون — پیون مین پئیکی تہوڑی سی کیون
غرض ہو گئی آپسمین راز و نیاز — پئی دو پیالی بصد امتیاز
پھر آخر کو شہزادہ نی بہی اوٹھا — دیا ساغر اوس بت کی منہ سی لگا
جب آپسمین چلنی لگی جام مل — سُندری غنچہ سان دل کہلی مثل گل

ہوئی یکدگر پھر تو تفتیش حال — لگی ہونی آپس مین قال و مقال
کہلا بند جس دم در گفتگو — جوانی حقیقت کہی مو بہ مو
کہی ابتدا سی جو گذری تہی سب — جتایا سب اپنا حسب اور نسب
پری کا بہی احوال ظاہر کیا — چھپی راز سی اوسکو ماہر کیا
کہا ایک پہر کی ہی رخصت مجھی — زیادہ نہین اس سی فرصت مجھی
یہ سن دل ہی دل بیچ کہا پیچ و تاب — دیا شاہزادی نی اوسکو جواب
مرو تم پری پر وہ تم پر مرے — بس اب تم ذرا مجھسی بیٹھو پرے
مین اس طرحکا دل لگاتی نہین — یہ شرکت تو بندیکو بہاتی نہین
مین سمجھی ہون تم کو بہت دور ہو — چلو اب کہین یہانسی کافور ہو
عبث تمسی کیون دل لگاوی کوئی — بہلی چنگی دل کو جلاوی کوئی
بہی شمع سان کیون کوئی اشک سی — جلی کس لئی آتش رشک سی
یہ سن پانون پر گر پڑا بی نظیر — کہا کیا کرون آہ بدر منیر
کوئی لاکہہ جیسی ہو مجھپر فدا — مین تجھپر فدا ہون تجھی اس سی کیا
کہا چل سر اپنا قدم پہ دہر — کسیکی مجھی دلسی کیا ہی خبر
یہ رمز و کنایہ جو ہونی لگے — تو آپس مین ہنس ہنسکی رونی لگے
رہی آخرش دل ہی مین دلکی بات — پہنچ گئی اتنی عرصہ مین رات
خبر رات کی سن اوٹھا بی نظیر — کہا اب مین جاتا ہون بدر منیر
اگر قید سی چھوٹنی پاونگا — تو پہر آج کی وقت کل آونگا
یہ مت سمجھیو ہون مین آرام مین — کرون کیا پہنسا ہون عجب دام مین
دل اس جا سی اوٹھنی کو کرتا نہین — کوئی آپ سی جان مرتا نہین
کرم مجھپر رکھیو ذرا میری جان — مین دل چھوڑی جاتا ہون یہان نہان

پھر کہا

یہ کہہ اوسطرف وہ روانہ ہوا / دل اسطرف اسکا دوانہ ہوا
گیا اپنی معمول سی پی پر نظیر / ادہر کا ہوا قیدی اودہر اسیر
پری ساتہہ کاٹی وہ جون تون کر رات / اوٹھا صبح ملتا ہوا اپنی ہاتہہ
سمان شب کا آنکہون مین چھایا ہوا / مزا دل مین سارا سمایا ہوا
اوٹھی جو کوئی وصل کا دیکھہ خواب / نہ ہو وصل اور دل کو ہو اضطراب
نئی بات کا لطف پانا غضب / وہ پہلی پہل دل لگانا غضب
قلق دل پہ یعنی کئی روز تب / ملی مجسی شمع شب افروز تب
محبت مین زلف سیہ فام کے / لگا دیکھنے راہ پہر شام سے
وہ دن ہجر کا روز شامت ہوا / اوسی کاٹنا دن قیامت ہوا
اودہر کا تو احوال کہا اسطرح / کہا مینی کر مختصر جسطرح
دلی تم سنو تم اودہر کا بیان / ہوا طرف ثانی کا کیا حال وہان
وہ شب اوسکو اندوہ و غم مین کٹی / گہڑی جو کٹی سو الم مین کٹی
رہی صورت آنکہون مین جو یار کی / ہوئی یاد مین صبح رخسار کی
کچہ امید دلمین کچہ ایک جی کو یاس / لبون پر ہنسی لیک چہرہ اوداس
لگا اوسکو پاتو نئین نجم النسا / لگی کہنی جی چاہتا ہی میرا
کہ تو آج کر خوب اپنا سنگار / مجہی حسن کی اپنی دکہلا بہار
لگی کہنی چل ری دوانی نہ ہو / کوئی چیز اپنی ہنسانی نہ ہو
کرون کسکی خاطر مین اپنا سنگار / وہ ہی کون جسکو دکہاؤن بہار
غرض شاہزادی بہت دور تہی / یہ تشکل اوسکو پہلی ہی منظور تہی
تہا وہ ہوئی اوس وزیر سی بنی / کہ دودہ کی سیج پہ ہو جیسی بنی
وہ ٹہہرا کیا عالم وہ کنگہی کا رنگ / شب ماہ ہو دیکہکر جسکو دنگ

وہ مستی اور اوسکی لب لعل فام | سواد دیار بدخشان کی شام
وہ آنکہوں کا عالم وہ کاجل غضب | کہی تو پڑی نرگستان مین شب
ستم اوس پہ سرمہ کی تحریر سے | کہی [illegible] فرنگی شمشیر سے
لکہوٹا وہ پاؤں کا مسی کی بنا | کہ جون دامن شب شفق کی ہوا
وہ پشواز ایک ڈانک کی جہلگے | ستارونکی تہی آنکہہ جس مین لگے
اور ایک اودہنی جالی مقیش کے | پری چاندنی سی عریش کے
جو دیکہی وہ انگیا جواہر نگار | فرشتہ ملی ہاتہہ بی اختیار
وہ باریک کرتی مثال ہوا | عیان ہو یہ مو جس سی تنکی صفا
دبلک سرخ نیفی کی ابہری ہوے | لگائی سی گرد ایک ندی کا ہو
جہلک پاىجامہ کی دامن سی یون | کہ پر روشن ہو فانوس مین شمع جون
مغرق زر کا وہ شلوار بند | ثریا سی تابندگی مین دو چند
پڑی پاؤن مین کفش زرین نگار | ستارونکی جیسی زمین پر بہار
لگا پاسی وہ نازنین تا بفرق | سراپا جواہر کی دریا مین غرق
کہبنی ہوئی ترکیب اور وہ بدن | وہ پوشاک و زیور کی اوسپر پہبن
وہ چہب تختی اوسکی نزاکت نژاد | چمن زار قدرت کا نخل مراد
بہری مانگ موتی سی جلوہ کناں | نمایان شب تیرہ مین کہکشان
وہ ماتہی پہ چینی کی اوسکی جہلک | سحر چاند تارونکی جیسی چمک
ہوس ہو تدیکہہ اوسکی بوری پہ پہیر | کہی تو کہ ٹیکا تہا سب اوسکی سر
وہ بالیکی تابندگی زیر گوش | جسی دیکہہ اوڑجائین بجلی کی ہوش
وہ ہیری کا تکمہ بصد آب و تاب | وہ صبح گلو مطلع آفتاب
وہ تکمہ پہ چینا رکلی کی پہبن | کہ سورج کی آگی ہو جیسی کرن

وہ چہاتی پہ الماس کی دہکدہکی
وہ موتیکی مالی لٹکتی ہوئے
وہ الماس کی ہیکل ایک خوشنما
وہ بجہند بازو کی اور نورتن
وہ پہنچی زمرد کی اور دست بند
وہ لعلونکی پازیب آویزہ دار
وہ مینی کی پاؤن مین چہلی تہی گل
وہ بالونکی بو رشک مشک ختن
زمین سی معطر ہوا تا فلک
کیا اسطرحکا جب اونی سنگار
فلک تک گئی حسن کی اوسکی دہوم
خواصون نی گہر کو دیا انتظام
بچہا فرش اور کہر چہپرکہٹ کو صاف
وہ نرگس کی دستی جو آفاق مین
ولایت کی میوی دہری ہر طرف
دہری تخلخی جو اس ایوان مین
دہرین کیاریان ایکطرف بیشمار
چہپرکہٹ کی پاس ایک مسند بچہا
چنگیرین بنا اور رکہہ پاندان
کئی عطردان مرصع دہرے
سرہانی مجلد دہری ایک کتاب

رہی آنکہہ سورج کی جس پر جہلکے
رہین دل جہان سر پٹکتی ہوئے
تصور رہی جسکا دل سی لگا
کہ جون گلسی ہو شاخ زیب چمن
نزاکت سی تہی شاخ گلسی دو چند
سدا اشک خونی ہو جس پر نثار
کہ آنکہونسی دل اونپہ کہاتی تہی گل
وہ ڈوبا ہوا عطر مین تن بدن
زمانہ گیا اوسکی بو سی مہک
ہوئی مہر و مہ اوسکی منہ پر نثار
لیا ہاتہہ مشاطہ نی اپنا چوم
تمامی کی پردی لگائی تمام
مرصع کا اوسپر اوڑہا کر غلاف
نہ نکلین سو لا کر چنی طاق مین
کہ لیجاوی بو اونکی گل پر شرف
ہوا ہو گئی عطر دالان مین
چنی ایک طرف ڈالیونکی قطار
اور اوس پر تماسیکی تکئی لگا
قرینی سی اوسمین کئی ہار پان
اوٹہی گہڑت کی کئی جو گہرے
ظہوری نظیریکا کل انتخاب

قلمدان بھی ایک نزاکت بھرا — قرینہ سی زیر چھپرکھٹ دھرا
دھری ایک بیاض اور رشک چمن — پر از شعر سودا او میر حسن
دھرا ایکطرف گنجفہ خوش قماش — دھری چوپڑ ایک طرف کو غم تراش
بچھی ایک چوکی پر اتورہ پوش — کرین دیکھ کر غش جسی بادہ نوش
صراحی و ساغر شراب و کباب — دھرا اوس پہ ساقی نی کر انتخاب
ولی اوسکو رکھا چھپائی ہوئی — کہ چھیتی نہین منہ لگائی ہوئی
کہا خاصہ برز کو خبردار کر — کہ رکھیو تو خاصہ کو تیار کر
یہ سب کچھ ہوا جب کہ آراستہ — خراماں ہوئی سرو نوخاستہ
سر شام لی ہاتھ مین ایک چھڑے — ولیکن چھڑی وہ کہ جگنون جڑے
روش پر لگی پھرنی ادہر اودہر — کہ چھپ جای سورج اوسی دیکھکر

داستان بی نظیر کی آنیکی اور باہم ملاقات کرنیکی

پلا مجکو ساقی شراب وصال — کہ اب ہجر سی تنگ ہی میرا حال
تڑپتا تھا اودہر جو وہ بی نظیر — ہوئی شام یاری تو چھوٹا اسیر
پر اوسنی بھی اتنا تکلف کیا — کہ ایک دن اپنی جوبنکو دیا نی رنگا
تمامی کی سنجاب کر کی درست — بنا جلد جلد اور بہت تنگ و چست
پہن لعل و یاقوت کی نورتن — وہ گل اسطرح ہو کی رشک چمن
فلک سیر پر ہو شتابی سوار — ہوا آسمان پر ہوا ایکبار
یکایک جو وارد ہوا اوسجگہ — کہ جیسی خراماں تھی وہ رشک مہ
نظر تا زمین کی جو اوسپر پڑے — ہوئی چادر ختونکی اوجہل کھڑے
کیا چھپ کی عالم یہ اوسکی جو دھیان — تو دیکھا عجب رنگ سی وہ جوان
کہ وہانی ہی جوڑا اسکی گلے مین پڑا — چھپا سبزہ مین چاند سا ہی کھڑا

ہی

کہی تو کہ شب چاندنی آن کے
نکالا تہا منہ گہونگہٹ سی وہان کے

وہ حسن اور پوشاک اور وہ شباب
زمرد مین جون جلوۂ آفتاب

سمان دیکہہ اوس شعلۂ سبز کا
ہوی اور چلنی کی اوسکو ہوا

خواصین جو تہین محو خود جا نگر
کہا ایک ہمراز نی آن کر

کہ اب کسطرف انکو لیجائیے
جہان حکم ہو جا کی بٹہلائیے

کہا وہ جو آراستہ ہی مکان
ادہر سی تو وون ہو کی لیجاو ہان

کہی کی بموجب اوٹہا کر نقاب
چہپا اوسکو لا کر بٹہایا شتاب

وہ بیٹہا جو خلوت مین آ بی نظیر
اور ایدہر سی آئی جو بدر منیر

اوسی دیکہہ آتی تو پہر غش کیا
لباس اور زیور سی غش غش کیا

زبس حوصلی تہی جو تنگی سی کے
حیا عشق نی خانہ جنگی سی کے

پکڑ ہاتہہ مسند پہ کہینچا اوسے
محبت کی رشتہ مین اینچا اوسے

لگی کہنی ہی ہی میرا چہوڑ ہاتہہ
یہ گرمی ہی جس سی ہی اوس کی ساتہہ

کہا ہای پیاری جلایا مجہے
تڑ کہائی نی تیری ستایا مجہے

اری ظالم ایک دم تو تو بیٹہہ جا
ذرا میری پہلو سی تکیہ لگا

تڑپتا ہی کب سی پڑا میرا دل
ذرا کہول آغوش اور مجہسی مل

غرض آخرش بعد راز و نیاز
وہ مسند پہ بیٹہی بصد امتیاز

ہوا پہر جو صہبای گلگون کا دور
ہوا اور ہی اور کچہہ وہان کا طور

ہوی جب وہ بدمست دو ماہرو
لگی اون مین ہونی عجب گفتگو

کہ دستی جو نرگس کی تہی وہان ہزار
لگی ڈہانپنی آنکہہ نی اختیار

خواصین جو تہین روبرو ہٹ گئین
بہانہ سی ہر کام کی ہٹ گئین

غرض رفتہ رفتہ وہ مدہوش ہو
چہپر کہٹ مین لیٹی ہم آغوش ہو

لگی پینی باہم شراب وصال ہوا نخل امید سے وہ نہال
لبوں سے ملی لب دہن سے دہن دلوں سے ملی دل بدن سے بدن
ملیں انکھہ سے آنکھہ خوشحال ہو گئیں جستین دکی پامال ہو
لگی جا کی چھاتی چو چھاتی کی ساتھہ چلی ناز و غمزہ کی آپسمیں ہاتھہ
کسیکی گئی چولی آگی سی چل کسیکی گئی چین ساری نکل
غم و درد دامن کشیدہ ہوئے وہ گل نارسیدہ رسیدہ ہوئے
لیا کھینچ اونہوں نی جو پردہ شتاب چھپی ایک ہو دو مہ و آفتاب
لگی ہونی بی پردہ جب چپر چار در حسن کی کہل گئی دو کواڑ
اوٹھی پینکی باہم شراب امید کوئی سرخ رو اور کوئی رو سفید
چھپر کھٹ سی باہر رکھہ اپنی قدم نکل آئی بہرتی محبت کا دم
نشہ سی وہ لذت کی بیہوش ہو گئی بیٹھہ مسند پہ خاموش ہو
عرق میں ادہر غرق وہ مہ جبین گئی نیچی انکھیں اودہر نازنین
بیٹھی تہی خوش ہو کی باہم ادہر کہ آتی ہیں اودہر سی باجا بہر
پہرکی وہ بیٹھی او ٹہا بی نظیر ہوئی غم کی تصویر بدر منیر
نہ بولی نہ کی بات نہ کچھہ کہا نہ دیکھا اودہر آنکھہ اپنی اوٹھا
کہا مجسی پیاری نہ بیزار ہو پہر آ ونکا بولی کہ مختار ہو
خفا ہو نی سی اوسکی وہ نوجوان گیا تو ولی منہ پہ آنسو رواں
ہوئی دل جو دو تونکی آپسمیں بند لگی ہجر سی جی پر آنی گزند
بندھا پہر تو معمول اوسکا مدام کہ ہر روز آنا ادہر اوسکو شام
پہر رات تک ہنسنا اور بولنا در حسن اور عشق کو کہولنا
کبھی ہجر سی اونکو ہوتا ملول کبھی وصل سی بیٹھنا پہول پہول

پلا جلد ساقی مجہی بہر کی جام
یہ دو دل کو یکجا بٹہاتا نہین
یہ ہی دشمن وصل و لسوز ہجر
جدائی انہونکی خوش آئی اسے
کسی دیو نی دی پر یکو خبر
یہ سنکر وہ شعلہ بہبو کا ہوے
قسم مجکو حضرت سلیمان کے
کہا دیو نی سی دی مجہی تو بتا
کوی نازنین سی تہی ایک اوسکی ساتہہ
قضارا اوڑا مین جو ہو کر اودہر
یہ اُڑتی سی اوسکی خبر سن پڑی
تو کہا جاون کچا اوسی موت ہو
وہ آوی تو آگی میری نا بکار
یہی قول و اقرار تہا میری ساتہہ
ہماری بزرگون نی سچ ہی کہا
غضبناک بیٹہی تہی وہ تو اُدہر
اوسی دیکہہ غصہ مین وہ ڈر گیا
بلا سی وہ دیکہہ اوسکی پیچہی لگی
نجہی سیر کو مینی گہوڑا دیا
الگ جیسی یون رہنا اور چہوٹنا
مجہلکا دیا تہا نہ تو نی ستہی

کہی چرخ ہی در پی انتقام
سیکا اسی وصل بہاتا نہین
کری ہی شب وصل کو روز ہجر
بہر اتنی ہی صحبت نہ بہائی اسے
کہ معشوق عاشق ہوا اور پہر
لگی کہنی اپن یہ بلا کیا ہوے
ہوی دشمن اب اوسکی مین جان کے
کہا وہ کسی باغ مین تہا کہڑا
کہڑی تہی وہ بی ہاتہہ مین اوسکی ہاتہہ
وہ دو نون مجہی وہان پڑی تہی نظر
کہا دیکہنی پاون اوسکو ڈرے
لگی ہی میری وہ تو اب سوت ہو
گریبان کو اوسکی کردن تار تار
بہلا دامن اُسکا ہی اور میرا ہاتہہ
کہ ہین آدمی زاد گل بیو قا
کہ اتنی مین آیا وہ رشک قمر
کہی تو کہ جیتی ہی جی مر گیا
کہا سن تو ای موذی و مدعی
کہ اوس ماہ زادیکو چہوڑا دیا
یہ اوپہری اوپر مڑی لوٹنا
بہلا اسکا بدلا نہ لون تو سہی

پھرا جیسی را تون کو دل شیدا ہو
مزا چاہ کا دیکھہ اپنی ہو را
تجھی جیسی ہارون تو کیا ای عجب
کہ چاہ الم مین پھنساؤن تجھے
یہ کہہ اوڑیلا ایک پریزاد کو
اسی پہچتا پہالنسی لیجا شتاب
کوا اوسمین جو ہی مصیبت بھرا
اسی جا کی اوس چاہ مین بند کر
سر شام کہانا کہلانا اسے
نزدیکجو سوا اسکی جو کچھ سنے کہے
اگری اسپہ جو آسمانی بلا
یہ سنیوا اوس گلکی نزدیک آ
ہوا یون جو اوس بخت وارونکا راج
کہا دل یہ رتبہ جو کچھ آج سے
کیا بند پھر جا کی اوس چاہ مین
وہ یوسف کوی مین ہوا جبکہ بند
کہلی اوس کونکی ایکایک نصیب
منور وہ گھر اوسکا سارا ہوا
ولی پانون جب اوسکا نہ پر گیا
زمین مین سما تا نجیر سی آب
ہوا واہانسی اوپر لیلی کا نپ کا

کرینگا و نونکو بہت یاد تو
جہکاتی ہون کیسی گونی سہ بہلا
ولی چاہتی تھی یہ تیری نصیب
پہنسا ہی تو جیسا رولاؤن تجھے
کہا سنیو اسکی نہ فریاد کو
وہ صحرا جو ہی درد و محنت کا آب
کنئی مین کلہ تھرہی اوسپر دہرا
وہی سنگ پہر اوسکی منہ پر تو ڈہر
اور ایک جام پانی پلانا اسے
یہی اسکا معمول دایم رہے
دل اوس نازنین کا ہوا ہو جلا
پکڑ ہاتھہ اوسکا فلک پر اڑا
چلی آہ نالیکی ساتھہ اوسکی فوج
یہی عشق کی جان معراج ہی
کوا وہ جو تہا قافلہ کی راہ مین
ہوا اوس سی پستی کا رتبہ بلند
کہ آیا وہ اوسمین لسہ دلفریب
کوی کی وہ پتلی کا تارا ہوا
کوا اوسکی اندوہ سی بہر گیا
گئی سو کہہ آنسو کونکی شتاب
کوئی لی لیا سنگ سی منہ کو ڈہا

دل اوس نازنین کا دھڑکنی لگا
جگر ٹکڑی ہو کر بکھرنی لگا

اندھیری اوجالی نہ نکلا تھا جو
ہوا قید آ اوس اندھیری مین وہ

نکلنی کی سوجھی نہ وہان اسکو راہ
ہوا اوسکی آنکھون مین عالم سیاہ

اندھیری نی اوسکا کیا دم خفا
کہ جون لی سیاہی کسیکو دبا

فغان کی بہت اور پکارا بہت
سر اپنی کو ہر طرف مارا بہت

پکارا وہ جس جس کو فریاد کر
نہ پہنچا کوئی کاروان بہی اودہر

نہ مونس نہ غمخوار اوسکا کوئی
نہ تہا جز خدا یار اوسکا کوئی

وہی چاہ تاریک اوسکا رفیق
وہی سنگ سر پر بجائی شفیق

ہوا تہی وہان جس سی دمساز ہو
کوئی کی سنی کون آواز کو

کوا ہی مدام اوسکا ہمدم رہے
جو اوس سی سنی وہی اوسکی کہی

کوا اوسکو پوچھی وہ پوچھی اوسی
اندھیری سوا کچھ نہ سوجھی اوسی

سیاہی مین جیسی وہ کافر کا دل
صعوبت مین اوس نی جہنم خجل

نہ شب کی سیاہی وہان دن کا نور
سدا ظلمت غم کا اوسجا ظہور

غم و درد الفت کو کیا کیا سہے
لہو پانی اپنا کوئی مین بہے

اس اندھیر کو کیا لکھون اب مین آہ
قلم کی نکلتی ہین آنسو سیاہ

مدتہا وہ کوا تہا ستون الم
نشان شب آفت و درد و غم

کرون مختصر یہا یعنی اس غم کی بات
لگا رہنی آدمین وہ آب حیات

نہین مخلصی سوجھتی اب اوسی
لگالی خدا دیکھئی کب اوسی

پہنسا اسطرحسی جو وہ بی نظیر
پڑی بیقراری مین وہ بدر منیر

بہم دو دلون مین جو ہوتی ہی چاہ
تو ہوتی ہی دل کی تئین دلسی راہ

قلق وہان جو گذرا تو یہان غم ہوا
رکا جی وہان یہان خفا دم ہوا

گئی دن جو آیا نہ وہ رشک ماہ — نظر مین ہوا اوسکی عالم سیاہ
لگی کہنی نجم النسا سی تو آ — خدا جانی اوس شخص پر کیا ہوا
کہا اوسنی بی تمکو سودا ہی کچہ — وہ معشوق ہی اوسکو پروا ہی کچہ
خدا جانی کس شغل مین لگ گیا — سری چترہ ہی اتنا ہی ہونا تہا
وہ رہ رہ کی تمکو دلاتا ہی چاہ — عبث آپ کو تم کرو مت تباہ
پری جو کوئی اوس سی رک جائیے — جہکی آپ سی وہ تو جہک جائیے
تغافل بہلا کچہ نکالا کرو — ذرا آپ کو تم سنبہالا کرو
یہ سن چپ ہی دل مین کہا پیچ و تاب — دیا کچہ نہ اس بات کا پہر جواب
گئی اپنی جب بن گئی اور بہی — بگڑنی لگی پہر تو کچہ طور بہی
دوانیسی ہر طرف پہرنی لگے — درختون مین جا جا کی گرنی لگے
ٹہرنی لگی جان مین اضطراب — لگی دیکہنی وحشت آلودہ خواب
تپ ہجر گہر دل مین کرنی لگے — ذرا شک سی چشم بہرنی لگے
خفا زندگانیسی ہونی لگے — بہانہ سی جا جا کی سونی لگے
تپ غم کی شدت سی پہر کانپ کانپ — اکیلی لگی رونی منہ ڈہانپ ڈہانپ
نہ اگلا سا ہنسنا نہ وہ بولنا — نہ کہانا نہ پینا نہ لب کہولنا
جہان بیٹہنا پہر نہ اوٹہنا اوسے — محبت مین دن رات گہٹنا اوسے
کہا گر کسینی کہ بی بی چلو — تو اوٹہنا اوسی کہکی ہانجی چلو
جو پوچہا کسینی کہ کیا حال ہے — تو کہنا یہی جو احوال ہے
کسینی جو کچہ بات کی بات کی — پہ دنگی جو پوچہی کہی رات کی
کہا گر کسینی کہ کچہ کہا لئے — کہا خیر بہتر ہی منگوا لئے
کسینی کہا سیر سے تجہے ذرا — کہا سیر سی دل ہی میرا بہرا

جو پانی پلانا تو پینا اوسے	غرض غیر کی ہاتھہ جینا اوسے
نہ کھانیکی سُدھ اور نہ پینی کا ہوش	بھرا دل مین اوسکی محبت کا جوش
چمن پر نہ مائل نہ گل پر نظر	وہی سامنی صورت آٹھون پہر
نہفتہ اوسی سی سوال و جواب	سدا روبرو اوسکی غم کی کتاب
جو آجائی کچھ ذکر شعر و سخن	تو پڑھنا یہ دو مین شعر حسن

غزل

یہ کیا عشق آفت اوٹھانی لگا	میری دل کو مجھسی چھڑانی لگا
ملا میری دلبر کو مجھسی خدا	نہین تو میرا جی ٹھکانی لگا
گنہ چشم خونبار کا کچھ نہین	میرا دل ہی مجھکو ڈوبانی لگا
فلک نی تو اتنا ہنسایا نہ تھا	کہ جسکی عوض یون رولانی لگا

نہین مجھکو دشمن سی شکوہ حسن
میرا دوست مجھکو ستانی لگا

غزل یا رباعی و یا کوئی فرد	اسی ڈھب کی پڑھنا کہ ہو جسمین درد
سو یہ بھی جو مذکور نکلے کہین	نہین تو کچھ اوسکی بھی خواہش نہین
سبب کیا کہ دل سی تعلق ہی سب	نہ ہو دل تو پھر بات ہی ہی غضب
گیا ہو جب اپنا ہی جیوڑا نکل	کہانکی رباعی کہانکی غزل

داستان مین منیر کی غم و اندوہ اور حسن بانو کی بلانی مین

گلابی مین غنچہ کی بھر کر شتاب	پلا ساقیا کیتکی کی شراب
پیالہ مین نرگس کی دی میری جان	کہ دیکھون مین کیفیت بوستان
حکایت کرون ایک دن کی رقم	کہ دنیا مین توام ہین شادی و غم

اوٹھی سوتی ایک دن وہ رشک پری — کہا چاہی وہ پہون چمن کو ذری
مگر غنچہ سان کچھ کہلی ہیرا دل — کہ غم نی کیا ہی نپٹ مضمحل
کہ بس گل سی آتی ہی بو یار کی — ہوا پہر ہوی اوسکو گلزار کی
پہر ایک دن تہا کہ منہ ہاتہ دہو — چلی اوٹہکی دالان سی سیر کو
زمرد کا مونڈہا چمن پر بچہا — وہ بیٹہی عجب آن سی دلربا
کہ زانو پہ ایک پانوکو رکہہ لیا — اور ایک پانو مونڈہی سی لٹکا دیا
نہ پوچہ اوسکی پای نگارین کا حال — زبان حنا وصف مین جسکی لال
کفک اور فندق سی لالہ کو داغ — ہوا ایسی کیفیت پاپین باغ
طلائی کڑی اور کفک کا وہ رنگ — سنہری شفق جسکو ہو دیکہہ دنگ
جواہر کی چہلی بہری پور پور — زریکی ٹکی جیسی مخمل پہ تور
زبس سوتی اوٹہی تہی وہ نازنین — پڑی تہی عجب ڈہب سی چین جبین
خماری وہ آنکہین وہ انگڑائیان — وہ جوبن کی عالم کی سرسائیان
جوانی کا موسم شروع بہار — وہ سینہ سی جوبن کا اوسکی ابہار
نشہ مین وہ آ حسن مین بیٹہنا — وہ چہب تختی اپنی کو دیکہہ اینٹہنا
خواص ایک حقہ لئی تہی کہڑی — کہ لالہ کی پتی تہی اوسمین پڑی
وہ شیشہ کا حقہ مرصع کا کام — مغرق زری کا وہ نیچہ تمام
ولی ایک اوسپر پڑا تہا جو پیچ — یہ سب اوسکی آگی تہا گویا کہ ہیچ
لب نازک اوپر وہ مہنال دہر — نکالی تہی پردہ مین دود جگر
ادہر اور ادہر ہر طرف تہی نگاہ — کسیکی کوی جیسی تکتا ہو راہ
خواصین کہڑی اوسکی سب گرد و پیش — جو تہین اپنی عہدہ پہ حاضر ہمیش
کوئی مور چہل لی کوئی پیکدان — کوئی لی چنگیر اور کوئی ہار پان

رسیلی چہبیلی بنی تنگ و چست
لباس اور زیور سی ہر ایک درست

کہڑی تہی آنکہین کئی با ادب
اسی شرم سی پر قیامت غضب

وہ آنکہین کہ کرتی تہی جید ہر نگاہ
ادہر عشق کمین آتی دل کر کی آہ

کئی ہمدم اوسکی جو تہین ماہرو
بچہائی ہوی کرسیان سو بسو

برابر برابر ادہر اور ادہر
وہ گرد اوسکی بیٹہین تہین یکدگر

سمان اوس گہڑی کا کہون کیا مین آہ
ستارونمین آوی نظر جیسی ماہ

عجب حسن تہا باغ مین جلوہ گر
کہ ہر گل کی تہی اوسکی منہ پر نظر

چمن اوس گہڑی پر سر جوش تہا
گل و غنچہ جو تہا سو بیہوش تہا

زبس عطر مین تہی وہ ڈوبی ہوی
دو بالا ہر ایک گل کی خوبی ہوی

معطر ہوا اور گل کا دماغ
کہ مہکا تمام اوسکی خوشبو سی باغ

پڑا عکس جو اوسکا طرف چمن
ہوا لالہ گل اور گل نسترن

درختون پر اوسکی پڑی جو جہلک
زمرد کو دی اوسنی چمک

ہوی اوسکی بیٹہی سی گلشن کو زیب
گیا اڑ صبا کا بہی صبر و شکیب

چمن نی جو اوس گلکی دیکہی بہار
ہوا دیکہہ اپنی گلونکو فگار

گل و غنچہ و لالہ آپس مین مل
لگی کہنی اس باغ کا تہا یہ دل

گئی جیسی بلبل کی گلشن کی چاہ
ہوی سرو کی شکل قمری کو آہ

ہوی دنگ آئینہ دیوار و در
وہ مہ سبکی دل مین ہوی جلوہ گر

کہ اتنی مین کچہ جی مین جو آ گیا
ادا سی لگی کہنی وہ دلربا

اری ہی کوی وہان ذرا جائیو
مری حسن بانو کو لی آئیو

عجب وقت ہی اور عجب ہی سمان
گہڑی دو گہڑی آکی مجرا یہان

خفا ہون مرا جی بہی مشغول ہو
کوی دم تو داغ جگر پہول ہو

کسی طرح سے دل تو لگتا نہین — جلی ہی جگر دل سُلگتا نہین
یہ سنتی ہی دوڑی گئی ایک لگا — لیا حسن بانو کو اوسنی پکار
وہ آئی لگی کا فراس آن سی — کہ جانی لگا جی مسلمان سی
عجب حال سی وہ چلی نازنین — کہ مستی مین پانٔون کہین کا کہین
وہ خلقت کی گرمی وہ دومن بنا — نشہ مین بہبوکا سا چہرہ بنا
لٹین مُنہ پہ چھوٹین ہوئین بسر — کہ بدلی ہو جون شمع کی ایر چہرا اودہر
وہ بن پوچھی ہو ٹہونکی مسی غضب — کہ مُنہ پہ تہی گویا قیامت کی شب
فقط کان مین ایک بالا پڑا — کہی تو کہ تہا مہ کی ہالہ پڑا
وہ پشواز اگری وہ نرگس کا ہار — وہ کمخواب کی بند رومی ازار
بندہا سر پہ جوڑا پڑی زرد شال — کمر کی لچک اور شک کی وہ چال
وہ شبنم کی انگیا بنی تنگ و چست — کنارون پہ مینا بنت کا درست
وہ اودہی ہوی چین پشواز کی — وہ امنگی ہوئی چولی انداز کی
وہ مہندیکا عالم وہ توڑی چھوڑے — وہ پانٔون مین سونیکی دو دو کڑے
چلی وہان سی دامن اوٹھائی ہوے — کڑیسی کڑیکو بجاتی ہوے
عجب ایک عالم تہا بیساختہ — کہ عالم تہا ایک اوسپہ جانباختہ
گئی کافرین اور بہی دلنواز — لگی ساتہ ساتہ اوسکی سب اپنا ساز
چلین ایک اعجاز اور ناز سے — کہڑی ہو مین ہان ایک انداز سے
روش پر جو تہا فرش اوسکی حضور — ادب سی وہان بیٹھیان دور دور
ہوا حکم گوری کا جس دم ملا — لگی ساز اپنی سبہون لی اوٹہا
دیا آسمان پر جو طبلونکو پیچ — ہر ایک تہاپ مین دل لیا سبکا کہینچ
لگی کانپنے وہ اس آن سی — نکلنی لگی جان ہر تان سی

عجب تان پڑتی تھی اندر سے — کہ بیکل تھی ہر تان آواز سے
وہ تھی گٹکری یا لڑی نور کی — مسلسل تھی ایک پہلڑی نور کی
گل غنچہ کی طرح محبوب تھے — کھلی اور مندی دونکی مرغوب تھے
غرض کیا کہوں اوسکا مین ماجرا — عجب طرحکی سبزہ گئی تھی ہوا
وہ گانیکا عالم وہ حسن بتان — وہ گلشن کی خوبی وہ انکا سمان
گھڑی چار دن باقی اسوقت تھا — سہانا ہر ایک طرف سایہ ڈہلا
درختونکی کچھ چھاؤن اور کچھ وہ دھوپ — وہ دریا لونکی سبزی وہ سرسونکا روپ
لپیٹی ہوی پوستون پر تمام — روپہلی سنہری ورق صبح و شام
وہ لالہ کا عالم ہزاریکا رنگ — وہ آنکھونکی ڈوری نشہ کا ترنگ
گلابی سا ہو جاتا دیوار و در — درختونسی آنا شفق کا نظر
وہ چادر کا چھٹنا وہ پانیکا زور — ہر ایک جا لوزکا درختوان پہ شور
وہ سرو سہی اور وہ آب روان — وہ مستی سی پانیکا پہرنا وہان
وہ اڑتی سی نوبت کی دہیمی صدا — کہین دور سی گوش پڑتی تھی آ
وہ رقص بتان اور وہ سنہری الاپ — وہ گوریکی تانین وہ طبلونکی تھاپ
وہ دل پیسنا تھا ہر پردہ کی تہہ — اچھلنا وہ دراست کا ٹہوکر کی تہہ
نہ انسان کا ہی تھا دل پا بند — ہوی محو سنکر چرند و پرند
غرض جو کھڑی تھی کھڑی رہ گئے — اڑی جسجگہ سو اڑی رہ گئے
جو چلتی تھی آگی نہ وہ چل سکے — جو بیٹھی سو بیٹھی نہ پھر ہل سکے
لگی دیکھنی آنکھ نرگس اوٹھا — گلون نے دیا کان اودہر لگا
لگی ہلنی آ وجد مین سب درخت — کھڑی رہ گئی سرو ہوکر بت
درختونسی گرنی لگی جا بجون — بنی منفعل آئینہ دیوار و در

جو ماتھی پہ چین جبین عمر کی
تو وہ بھی ہی ایک موج دریا کی

وہ آنکھین جو رو دی ہین بس پھوٹ پھوٹ
تو گویا کہ موتی بھری کوٹ کوٹ

تپ غم سی یون تمتمائی ہین گال
کہ جون رنگ لالہ ہو وقت زوال

کھلیان سینہ پہ جو ہی کھلا
تو گویا وہ ہی صبح عشرت فزا

نقاہت سی چہرہ اگر زرد ہے
و یا آہ ہونٹھون پہ کچہ سرد ہے

اداسی ہین یہ بھی عالم جدا
کہ جی چاندنی اور ٹھنڈی ہوا

داستان منیر کی بی نظیر کی فراق مین او نجم النسا کی تسلی دینی مین

پلا سا قیا ساغر بی نظیر
پھنسی دام ہجران مین بدر منیر

وہ حسن و جوانی اور اوس پہ غم
ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم

جہان بیٹھنا آہ کرنا اوسے
بہانہ نزاکت پہ دھرنا اوسے

کبھی خون آنکھون سی رو ڈالنا
کسیکو کبھی دیکھ دھو ڈالنا

خواصون کو بالا بتانا اوسے
اکیلی درختون مین جانا اوسے

ولی ان درختون مین جس مین وہ ماہ
سر شام چھپ چھپ کی کرتا نگاہ

سو یہ ہے پھر دن سی آدہا ام
اوسی چھانون مین بیٹھہ کرتی ہی شام

گیا اسطرح جب مہینا گذر
کہ وہ ماہ مطلق نہ آیا نظر

اور اسکا ادھر رنگ ہٹنی لگا
جگر خون ہو مژگان پہ پھٹنی لگا

لگی رہنی تب جان بیتاب مین
لگا فرق آنی خور و خواب مین

محبت کا سودا سا ہونی لگا
جنون تخم وحشت کا بونی لگا

سرکنی لگا پاس ناموس ننگ
لگی عقل اور عشق مین ہونی جنگ

خموشی اوٹھانی لگی دل مین شور
جتانی لگی ناتوانی بھی زور

یہ احوال دیکھ اوسکا وحشت کو پہر
تو وہ ہی کہ سبکی تئین دیوی دوش
مسافر سی کوئی بھی کرتا ہی بیت
ارے چار دن کی ہین ہی آشنا
کہی آسمان کہ زمین کی ہین ملے
تو بھولی ہی کس بات پر ای بوا
سنو جانی اپنی جو کوئی مری
اگر آپ پر کوئی شیدا نہ ہو
وہ خوش ہوگا اپنی پری کو لے
تمہاری اوسی چاہ ہوتی اگر
لگی کہنی تب اوسکو بدر منیر
کسیلے بدی تو نکر عیب ہے
وہ اپنی دلوں سی ہی نیک ذات
ہوا قید یا آئی پایا نہ وہ
مجہی رات دن اسکا رہتا ہی ڈر
نہ باندہا ہو اوسکو کسی شیدی پری نے
پریستی کہین طیش کہا لاف مین
پرستان سی بھی نکالا نہ ہو
شر ملنیکی دیکھ اوسکی سب مین سبہی
یہ کہہ حال دل اپنا رونی لگی
لگی منہ کری مار آخر کو لیٹا

لگی جہلکی کہنے کہ بدر منیر
کدہر دل گیا تیرا ای نیک خو
مثل ہی کہ جو لگی ہوئی کسکی مینت
ملا دل کو آخر کرین ہین جدا
جہان بیٹھی ہین بس وہین کی ہین
خبر لی دیوانی سمجھی کیا ہوا
تو دل پہلی اپنا ہی صدقی کری
تو پہر چاہیئی اوسکی پروا نہ ہو
عبث اوس پہ بیٹھی ہو تم جی دیے
تو اتنیک وہ تمکو نہ آتا نظر
کہ سنتی ہی ای میری دخت وزیر
کہ اوسکا خدا عالم الغیب ہے
ہوی اوسپہ کیا جانی کیا واردات
گئی اتنی دن ابتک آیا نہ وہ
پری نے سنی ہو نہ یہاں کی خبر
کیا ہو نہ اوسکی تئین قید مین
دیا ہو نہ پہینک اوسکو کہ قاف مین
کسی دیو کی منہ مین ڈالا نہ ہو
بہلا اپنی جی سی وہ جیتا ہے
گہر آنسوؤن کی پڑی سے لگے
پہر گوشہ کی کونی مین منہ لپیٹ

داستان خواب دیکھنے مین بدر منیر کی بی نظیر کو کوئی مین

پلا ساقیا جام جم سی وہ مل — کہ غایب کا احوال ظاہر ہو کل
کسیکی تو آ کام فرخندہ حال — کہ آخر یہ دنیا ہی خواب و خیال
ذرا آنکھ لگ گئی جو اسحال مین — تو دیکھا پھنسا اوسکو جنجال مین
قضا نی دکھایا عجب اوسکو خواب — کہ دشمن بھی دیکھی وہ حال خراب
یہ دیکھا کہ صحرا ہی ایک لق و دق — کہ رستم بھی دیکھہ ہو جائی فق
نہ انسان ہی واں نہ حیوان ہے — فقط ایک کف دست میدان ہے
مگر بیچ مین اوسکی ہی ایک کوان — کہ اوٹھتا ہی آہون کا واں سی دھوان
کوئی کا ہی منہ بند اوس سی ارے — کوئی لاکھہ من کی ہی ایک سل پڑے
صدا واں سی یہ ہی کہ بدر منیر — تری چاہ غم مین ہوا ہون اسیر
مین بھولا نہین تجکو ای سیم جان — کرون کیا کہ ہی مجپہ قید گران
پر اس قید مین بھی ترا دھیان ہے — فقط تیری ملنی کا ارمان ہے
تو اپنی جو صورت دکھائی مجھے — تو اس قید غم سی چھڑائی مجھے
نہین مجکو مرنی سی کچھ اپنی ڈر — یہ غم ہی کہ تجکو نہووی خبر
تجھی کاش اسوقت مین دیکھہ لون — جیون مین اگر تیری آگی مرون
ولیکن یہ ہی خام میرا خیال — نہین وصل ممکن بغیر از وصال
کوئی دم کا مہمان ہون آج کل — اسی چاہ مین جائیگا دم نکل
یہ سن واردات شہ بی نظیر — جو چاہی کہی بات بدر منیر
یہ ہرگز میسر نہ آئی اوسے — قضا نی نہ اوسکی سنائی اوسے
پڑا یک گئی آنکھہ اتنی مین کھل — بھری اشک رخسار پر آئی ڈھل

نہ وہ چاہ دیکھا نہ ہمراز وہ
پڑی گوش مین پھر نہ آواز وہ

صدا اپنی یوسف کی سن چاہ سے
اوٹھی باؤلی جان بیتاب سے

کہا گو کسی سے نہ اوسنی یہ بھید
ولی جون مہ صبح چہرہ سفید

ڈھلی منہ پہ آنسو ہوا بسکہ رنج
چھپی چاندنی مین ستارو نکی گنج

وہ مہتاب سا چہرہ ہو زرد زرد
سراپا ہوا شکل اندوہ و درد

زبس آہ پنہان لگی کھنچنی لگے
تو منہ پر ہوائی سی چھٹنی لگے

مژہ وہ نکیلی جو تھی تیر سے
ہوئی اشک خونین سی گلریز سے

بھبھوکا سا قد تھا جو رشک انار
نکلنی لگی اوس سی شعلی ہزار

جلین اوسکی آہو نسی گل صورتین
ہوئین سب وہ شمع کی جون مورتین

چھپایا بہت اوسنی پر ہمنشین
چھپائی سی آتش چھپی ہی کہین

کسی سی کسیکو جو ہوتی ہی لاگ
بغیر از کہی اور لگتی ہی آگ

خواصین کئی وہ جو ہمراز تھین
بڑی خدمتون مین سرافراز تھین

کہا اونسی رو رو کی احوال خواب
رو لایا اونہین پڑھ کی غم کی کتاب

سنا جب کہ نجم النسا نی یہ حال
ہوئی بیقراری تب اوسکو کمال

داستان نجم النسا کی جوگن ہونی مین

لگی کہنی وہ یون بہ آنسو بہا
تری واسطی مینی سب دکھ سہا

بس اب سر بصحرا نکلتی ہون مین
اوسی ڈھونڈہ لانیکو چلتی ہون مین

جو باقی رہا کچھ مری دم مین دم
تو پھر آ کی مین دیکھتی ہون قدم

وگر مر گئی تو بلا سی موئے
تو یون جانیو مجھپہ صدقی ہوئے

کہا شاہزادی نی بس ای رفیق
ہوئی مین تو اس چاہ غم مین غریق

بھلی چنگی اپنی نہ کھو جان تو
کہ وہ ہی پری اور انسان تو

رسائی تیری کیونکہ ہوگی وہان
تجھی بھی نہ دی ہاتھ سی پیر جان

مین جیسی ہون اس آسیب سی فقط
کہ ہوتا ہی تجسی میرا غم غلط

وگرنہ مین غرق کی مرجاونگی
اسیطرح جیسی گذر جاوسے لگی

کہا اوسنی کیا کیجیی پھر بھلا
پڑی سر پہ یہ ناگہانی بلا

مین اس عشق کا یہ نہ سمجھی تھی ڈول
تیری غم سی آنی لگا مجکو ہول

تجھی دیکھنا ہوگا گو رانہین
اس اندوہ کا مجکو یارا نہین

یہ کہہ اوسنی رو رو اوتارا سنگار
کیا اپنی پشواز کو تار تار

گریبان کو مثل گل چاک کر
دیا خاک مین پھینک ایدہر اودہر

پہر آئی جو کچھ اوسکو ہوش حواس
سجا تن پہ جوگن کا اوسنی لباس

پہن سیلی اور گیروا اوڑہ کہیس
چلی بنکی صحرا کو جوگن کا بہیس

کسی سیسہ موتی جلا راکہہ کر
بہبہوت اپنی تن پر ملا سربسر

پہن ایک لہنگا زری بافت کا
وہ پردہ سا کر اوس تن صاف کا

زری کی دوپٹی سی چہاتی کو باندہ
بدن کو چہپا اور گاتی کو باندہ

زمرد کی مندری لگا کان مین
کہ جون سرو گل ہو گلستان مین

گلی بیچ ڈال اپنی مالون کی کنٹہین
پریشان کر اپنی بالون کی لٹین

زری کا بنا حلقہ سر پر رکھا
کیا سنبلستان کو جگمگا

لٹین دیکی بل دوش پر چہوڑ دین
وہ بالکین سی شبدیز کی موڑ دین

مئی غمسی انکہونکو کر لال لال
رکہا چشم مین خون دلکو نکال

زمرد کی سمرنکو ہاتہو مین ڈال
اور ایک بین کاندہی پہ اپنی سنبہال

جو سنکی تہی منکی اونہین کر درست
پہن اپنی موقع سی چالاک چست

چلی بنکی جوگن وه پا پہر کیتین — دکہاتی ہوی حال پہر پہر کیتین
لقب سوز دل کا عیان جسطرح حال — اوڑاتی چلی اپنی آہو کسی سے ال
اوس آئینه رو کا کرون کیا بیان — صفا ہی که سی اور جہلکی وہان
کری حسن کو کسطرح کوئی نہان — چہپی ہی کہین خاک ڈالی سی چاند
چہپا نیکو سانگ اوسنی جو جو کری — غرض حسن نی اور جلوی دئی
وه موتیکی سیلی وه تنکی دمک — شب تیره مین کہکشان فلک
زر زریکا وه حلقه سرا و پر دہی — که جون شب مین کوئی بیٹھی کری
زمانه کو بہالی جو اوسکی ادا — تو اوس رات پردنکو صدقی کیا
کری جو که تقویم دلسی حساب — کہی سنبله مین کیا آفتاب
یه برق اور یه ابر سیه ہی اگر — تو دامان عشاق ہونیکی تر
زمرد کی مندری وه اس آن پر — کہون کیا که جیسی کہلی کان پر
وه مندری وه تن اوسکا خاکستری — ہوی حسن کی اور تزئین پری
اوڑی سبزه رنگ کی دیکہه اوسکو ہوش — وه دونون ہوی اوسکی حلقه بگوش
نظر کر صفائی کو اوس گوش کی — زمرد کو ہم اوس گوش کی ہو لگی
پڑہی کیون نه ہر دم زمرد کی شان — جب ایسی کسیکی لگی جا کی کان
وه موتی کی مالی وه مونگی کی ہار — گل و نسترن کی چمن مین بہار
گلابی سی وه نرگس شوخ رنگ — بہری جسمین لاله کی لالی ترنگ
وه قشقه کہچا سرخ ماتہی په تون — پڑی نور پر لعل کا عکس جون
ادا اوسکی دیکہی جو عاشق کہین — تو زردیا کری چشم سی وه لہو
پہرین اوسکی کانہی په تہی جو شما — چلی جون کوئی مست شیشه اوٹہا
دیار محبت مین جہلکی تہی وو — نه تہی مین عشرت کی بہنکی تہی وو

تھی بین تھی قمقمی رنگ سے — دیا تھی سبو بھر آہنگ سے
سو وہ بین کاندھے پہ رکھہ یوں چلے — کہ لاوے کوئی جیسے گنگا جلے
ہر ایک تار تھا بین کا رود نیل — وہ تھی ہند کی راگ کی سلسبیل
نہ عاشق ہوئی اوسکی عالم پہ لوگ — دیوانہ ہوا جو کہ دیکھا اوسکا جوگ
بنی جیب کے جوگن وہ اس رنگ سے — لگی پھوڑنی دوست سر سنگ سے
وہ رخصت جو اسطرح ہونی لگی — تو وہ صاحب خانہ رونی لگی
وہ رو رو کی دو ابر غم یوں ملی — کہ جسطرح ساون سی بہادون ملے
یہانتک مینہ یا اوسکی رونیکا تار — بہی پہوٹ دیوار و در ایک بار
کہڑی تہی وہ جوگن کی جو گرد گل — وہ رو رو ہوئی شبنم آلودہ گل
نہ دیکھا کسینی جو کچھ اختیار — کہا حق کو سونپا تجھے لی سدہار
چلی جسطرح پیٹھہ اپنی دکھا — اسیطرح دکھلا ہمین منہ پہر آ
کسینی کہا ہو لیو مت سی مجھے — خدا کی تئین مینی سونپا تجھے
کہا اوسنی خیر اب تو جاتی ہون مین — جو ملتا ہی تو اوسکو لاتی ہو نہین
تمہین بھی خدا کو مین سونپا سنا — مرا بخشیو تم کہا اور سنا
جدا ہو کی القصہ وو تو نکو چہوڑ — چلی اپنی گھر بار سی منہ کو موڑ
نہ شدہ بدہ کی لی اور نہ منگل کی لی — نکل شہر سی راہ جنگل کی لی
لگی مین پہرتی تہی صحرا نورد — تن خاک تہاکی اور رخ گرد گرد
کہ شاید کوئی شخص ایسا ملے — کہ جس سی وہ شیدا کا شیدا ملے
جہان بیٹھہ کر وہ بجاتی تہی بین — تو سننی کو آتی تہی آہوی چین
بجاتی وہ جوگن جہان جوگیا — تو وہان بیٹھتی خلق دہونی لگا
اوسی سنکی آتا تہا صحرا کو جوش — صدا اسی درختوں کی کرتا خروش

گل نغمہ جو اوس سے گرتی ہزار | تو لیتا اوٹہیں دشت دامن پسار
کہین حلقہ حلقہ کہین لخت لخت | بہری ہوئی گرد اوسکی سینی لخت
بجاتی تہی جون جرس بن بنکی مین | خس و خار سستی تہی بن بنکی مین
نظر جو کہ پڑتی تہی بوٹی جسے | ہر ایک عالم شوق مین تہی کہڑی
تماشا دیکہا تہا جو یہ کہیے | در دوشت عشق ہو پڑی آ ہی بہی
بہا تنک کرنہ مین جو تہی نقش پا | وہ بیٹہی تہی کان اپنی اودہر لگا
گل نغمہ ترکی تہی یہ بہار | کہ صحرا کی گل اوسکی آگی تہی خار
سمن آوازکی اوسکی شان و شکوہ | کہ ایک ڈب کی بیٹہی تہی سستی کوکوہ
نہ پانی تہی بس شور اوسکا چلی | کوئی کی دلون مین ہوی ولولی
نہ چشمہ ہی کچہ آبدیدہ رہے | گریبان کر چاک دریا بہے
گئی جو صدا گوش مین آک کی | تو ستی کو سوتی اوٹہی چاک کی
سمجہہ مین کی اوسکی انسان سار | گریبان کرنی لگی تار تار
فقط بلبل و گل کا تہا کب ہجوم | کہ گرتی تہین ہان ڈالیان جہوم جہوم
تحیر کا تہا وہان ہر ایک کو مقام | نبات کا نکلتا تہا ہاتہو نسی کام
چمن ترتی پہرتی تہی جنگل کیتین | بساتی تہی جنگل مین دنگل کیتین
یہ ہر جا پہ تہا اوسکی دم سی طلسم | بندہا تہا اوسی تم قدم سی طلسم
شب و روز سرگشتہ مثل صبا | سی طرح پہرتی تہی وہ جابجا

داستان فیروز شاہ جنونکی بادشاہ کی بیٹی کی عاشق ہوتہین کن پہنچ

کدہر ہی تو ای ساقی گلعذار | کہ صحرا سی ہی دل ہوا خار خار
گلی پہول سی دی شتابی شراب | کہ شہر مطالب کو پہنچون شتاب

وہ دارو پلا دل کو جو راس ہو
کہ جینے کی بیمار کو آس ہو

مشیت کی اسباب دیکھو ذرا
کہ قدرت میں ہی اوسکی کیا کیا بھرا

سفید و سیہ اوسکی ہی آشکار
بنایا ہی اوسنی یہ لیل و نہار

جہان مین ہی اندوہ و عشرت بہم
کہین صبح عیش و کہین شام غم

دورنگی زمانہ کی مشہور ہے
کبھی سایہ ہی اور کبھی نور ہے

قضارا سہانا سا ایک دشت تھا
کہ یک شب ہوا اوسکا وہان بسترا

وہ تھی اتفاقاً شب چاردہ
ادا سے جو وہ بیٹھی تھی وہان شکستہ

بچھی ہر طرف چادر نور تھی
تھی چاندنی اوسکو منظور تھی

بچھا مرگ چھالا کو اور لیکی بین
دوزانو سنبھل کر وہ زہرہ جبین

کدارا بجانی لگی شوق مین
لگی دست و پا مارنی ذوق مین

کدارا لگا بجنی یہ اوسکی ہاتھ مین
کہ مہ نی کیا دایرہ لیکی ساتھ مین

بندھا اسطرحکا جو اوس جا سما
صبا بھی لگی رقص کرنی وہان

وہ سنسان جنگل وہ نور قمر
وہ براق سا ہر طرف دشت و در

وہ اجلا سا میدان چمکتی سی ریت
لگا نور سی چاند تارونکا کھیت

درختونکی پتی چمکتی ہوے
خس و خار ساری جھلکتی ہوے

درختونکی سایہ سی مہ کا ظہور
گری جیسی چلنی سی چھن چھنکی نور

دیا یہ کہ جوگن کا منہ دیکھ کر
ہوا نور سایہ کا ٹکڑی جگر

گیا ہاتھ سی بین سنکر جو غل
گئی سایہ و نور آپسمین مل

وہ صورت خوش آئی جو اوس نور کی
دل اپنی پہ سایہ نی منظور کی

ہوا بندہ گیئی اوسگھڑی اس احل
بسیرا کیئی جا نور اپنا ہو ل

درختون سی لگ لگ کی باد صبا
لگی وجد مین بولنی واہ وا

کدا رہا

گذرا یکا عالم یہ تہا اوسکے گہر سے
یہاں تو یہ عالم تہا اور طور یہ
کہ تہا ایک پریزاد فرخ سیر
نہایت طرحدار صاحب جمال
ہوا پر اوڑائی ہوی اپنا تخت
وہ جاتا تہا کرتا ہوا سیر ماہ
یکایک سنی بین کی جو صدا
جو دیکہی تو جوگن ہی ایک شکل حور
نظر کرکی حسن اوسکا غش کر گیا
کہا کچہ بناوٹ کا یہ بہیس ہے
پڑا تم پہ اتنا کہو کیا بجوگ
کدہر سی تم آئی کہاں جاؤ گی
وہ سمجہی کہ اوسکا دل آیا ادہر
حسن خار ہی عشق حسن آگ ہی
ولی راگ ہی اور اوسمین ہوا
کہا ہنسکی جوگن نی پہر بول ہر
کہا تب پریزاد نی واہ سجے
نہ بروکہی ہو اتنا بہلا جاؤنگا
کہا ہوتی سو تو لنسی اپنی کہو
لی دو دو لطیفی جو باہم ہوے
گیا بیٹہہ آ سامنی رنیت مین

کہ تہی چاندنی ہر طرف عکس پڑے
لنش اوپر مزا تم سنو اور یہ
جنونکی وہ تہا بادشہ کا پسر
برس بیس اکیس کا سن و سال
کسیطرف جاتا تہا فیروز بخت
اوسی خلق کہتی تہی فیروز شاہ
وہاں تخت لا اوسنی اپنا کہا
کہ چشم فلک نی نہ دیکہا یہ نور
تعشق کی عالم مین بس مر گیا
لگا کہنی جوگی جی آدیس ہے
لیا واسطی کسکی منتی یہ جوگ
دیا اپنی ہم پر بہی فرماؤ گی
کہ دل بہی تو رکہتا ہی تم لکی خبر
سدا عشق اور حسن مین لاگ ہی
کہ دونوں طرف آگ دی ہی لگا
جہاں سی تو آیا چلا جا ادہر
بہت گرم ہین آپ اللہ ہے
ذرا [illegible] سنکر چلا جاؤنگا
فقیروں کو چہیڑو نہ بیٹہی رہو
اوسی لطف مین لی تو بیدم ہوے
رہا کہیت یہ تو اوسی کہیت مین

نظر حسن پر کر گئی وہ ہمین پر — سراپا دل اوس لعبت چین
رہا تن بدن کا نہ کچھ اوسکو ہوش — بنا گل وہ جون نقش با چشم و گوش
وہ جوگن جو تہی درد و غم کی اسیر — ہوا غم مین جوگن کی یہ بہی تغیر
نہ سدہ کچہ رکہی لی اور نہ لی راہ کی — جب آئی ذرا سدہ تو پہر آہ کی
بجاتی رہی بین وہ صبح تک — یہ رویا کیا سامنی بیٹہ کر
ادہر تان پر بین کی تہی بہار — بند ہا تہا ادہر اسکی رونیکا تار
دہری اپنی کاندہی پہ جب اوسنی بین — اوٹہی لیکی انگڑائی زہرہ جبین
پری زادنی تب پکڑ اوسکا ہاتہہ — بٹہا لی تہا تخت پر اپنی ساتہہ
زمین سی اوڑا آسمان کی تئین — وہ کتنا کہا کی نہین رہی نہین
نہ مانا اور اوسنی اوڑا یا اوسے — پرستان مین لا بٹہایا اوسے
یہ مژدہ گیا باپ پاس اوسکی لے — کہا عرض رکہتا ہون مین آپ سے
یہ جوگی جو ہی ایک صاحب کمال — ذرا بین سنئی اور اوسکی خیال
بہت آپ اس سی اوٹہاوینگی حظ — بہت بین سن اوسکی پاوینگی حظ
کہا اوسنی یا یا بہت خوب ہی — ہمیشہ سی راگ اپنا مرغوب ہی
کہا آؤ جوگی جی بیٹہو ادہر — کرو روشن اپنی قدم سی یہ گہر
کہلی بخت بیٹی کی اور باپ کی — سر و ان پہ ہماری قدم آپ کی
بہت اوسکی تعظیم و تکریم کی — جگہہ ایک پاکیزہ رہنی کو دی
پلا مجکو ساقی محبت [illegible] — کہ مہمانیون مین ہوا دن تمام

داستان فیروز شاہ کی مجلس آرائی اور جوگن کی بلانی مین

یہ جوگن جو بیٹہی بروگن ہوئے — کہ اتنی مین رات آئی جوگن ہو لگے

ناچہا

بہت اپنی منہ پر شتابی سے مل
رکھا اندر کو مدت کی شب آئی نکل

دکھاتی ہوئی سوزِ دل دور سے
اڑاتی ہوئی رال کو نور سے

ستاروں کی مالی گلی بیچ ڈال
وہ پہنچی پرستان میں چال چال

ہوئی شب جو وہ بزم انجم فروز
چھپا رشک سے اوسکی پردے میں روز

ملک نے پرستان میں مجلس بنا
بلایا اوسے جسکی تھی یہ ثنا

پریزاد ساری ہوئی جمع واں
کہ دیکھیں تو جوگن کا چلکر سماں

وہ جوگن جو بیچ میں تھی پہرہ جبین
سو مجلس میں آئی لیے اپنی بین

بہت منتوں سے بلایا اوسے
بڑی عزتوں سے بٹھایا اوسے

کہا ہم ہیں مشتاق کچھ گالے
سماں بین کا ہمکو دکھلائیے

کہا کچھ بجانا نہیں اپنا کام
ہر ایک طرح لینا ہمیں رب کا نام

ہیں بیزار فرمائشوں سے فقیر
ولے کیا کریں اب ہوئے ہیں اسیر

کہا جوگی صاحب یہ کیا بات ہے
کرم آپ کا ہم پہ دن رات ہے

جو مرضی ہو ایک دم کو تکلیف دیں
نہیں جس میں راضی ہو تم سو نکریں

کہا اس طرح سے جو فرماؤ گی
تو ہاں بندگی ہی میں کچھ پاؤں گی

ق یہ کہہ اوسنے اور بین کاندھے پہ دھر
یہاں تک بجائی کہ دیوار و در

کھڑی رہ گئی ہوش کھوئی ہوئے
نظر جو پڑی واں سو روتی ہوئے

گیا اہل مجلس کا دل جو پگھل
تو جوں شمع اشک آئی سبکی نکل

ہوئیں بین پر انگلیاں جوں رواں
کہ ہاتھوں سے اوسکی ہوا دل رواں

رواں مدواں کر دیا جان کو
رلایا ہر ایک جن و انسان کو

ہوا حال پر اوسکا یہ کچھ تباہ
وہ عاشق جو تھا اوس پہ فیروز شاہ

کبھی سامنے آکے کرتا نظر
کبھی دیکھتا چھپ کے ایدہر اودہر

ستونکی کبھی اوٹ مین ہو گئی وہ
کبھی ایدہر اودہر سی پھر پھر گئی
وہ گو کچہ نہ سنتی نہ کہتی اوسے
نظر اوسکی جب آن پڑتی ادہر
اسی آن و ادا پر وہ فیروز شاہ
اگر کوئی جوگن کی کرتا نگاہ
غرض تہی یہ صحبت کہ مین کیا کہون
بجی پہلی صحبت مین وہان تہی بہین
سراپا پریزاد کی باپ نی
دیا اسطرح پہر شب کرم سے مجہے
مقدم ہمارا رہے جہا تا کرو
یہ گہربار ہی آپ کا ہی تمام
تکلف کو موقوف کر دیجے
کہا اوسنی مطلب نہین کچہ ہمین
کہان ہم کہان تم ہوا یہ جو سنا
یہ کہہ وہان سی اوٹہی وہ جوگن ادہر
لگی رہنی اوسمین شب و روز وہ
کہا ایسی جیسی کہ عنقا ہی سے
پہ نسم کہ تا کرد گار جہان
غرض اسطرح اوسکا معمول تہا
پہر رات تک رہتی اور بولتے

اودہر دیکہتا اوسکو رو رو کی وہ
چہپی اوسکی نگہ سی لیتا بلا
کہ جوگن آنکہ اوٹہتی پر دیکہ رہتی اوسے
تو یہ اودہر کی طرف کرتی نظر
دل و جان سی کرتا تہا یہ خطا
تو کہتا رشک کہتا کہ پہر تمکو کیا
یہی دل تہا اوسکا کہ دیکہا کرو
کہ عشق کر لئی وی جو ہی تکتے چین
کہا کی دیا جوگی جی آپ نی
مری بزم رشک ارم کیجے
ہمین اپنا مشتاق جانا کرو
ہوئی آج سی ہم تمہاری غلام
بس اب کچہ تمکو درکار ہو لیجے
تمہارا مبارک رہی گہر تمہین
یہ تہی بات سب آپ دانہ کی ہا
دیا تہا جہان اوسنی دل گو کہ اوہر
سمجہ جی مین کچہ کچہ دل افروز وہ
نہ کہہ سکی اپنی دل مین کبھی
درین آشکارا چہ دارد نہان
کہ اوس شاہ پر لو تکی خدمت بجا
ہر ایک بات مین قند تہی گہولتے

بجا مین سبکو رجہاتی تہی وہ
دلی کیا کہون حال فیروز شاہ
شہ دنیا کی اوسکو نہ دین کی خبر
اوسی شمع کی گرد پہرنا اوسی
بہانہ سی ہر کام کی روز و شب
اوسیطرح اوقات کہوتا اوسکے
وہ جو گت بہی سو سو طرح کر ادا
دلی کچہ بہی پاتی جو حسن طلب
کبہی خوش کیا اور کیا گہ اودل
کیا اوسنی پردی مین جب کچہ سنا
کبہی تیکہی نظر و نسی گہایل کیا
کبہی تیرہی باتو نسی مارا اوسکے
کبہی ہنسکی دیکہا ذرا خوش کیا
کبہی منہ دکہایا چہپایا کبہی
لٹون مین کبہی دل کو لٹکا دیا
وہ ہرچند آنکہین دکہاتی سی
بچارا پہرا دو وہ سادہ دل
اسیطرح مدت گئی جب اوسکے
نہ منہ پر وہ عالم رہا اور نہ نور
جگہ خون ہو آنکہو ستی آیا اودل
پہ دی پردہ دل ستی جی پی صدا

پہرکی بجی گہر مین آتی تہی وہ
کہ تہی دن بدن اوسکی حالت تباہ
اوسیکی تصور مین شام و سحر
پتنگی کی مانند گرتا اوسکے
وہین کاٹتی آگی اوقات سب
سدا اوسکی سن سن کی روتا اوسکے
ہر ایک آن مین اوسکو لیتی لبہا
تو عاشق پہ غصہ وہ کرتی غضب
کبہی روٹہتی کبہی اوسکی پاس
دیوانہ کیا اوسکو باتون ہی چال
کبہی میٹہی باتون سی مایل کیا
کبہی حسید ہی دل سی لکارا اوسکے
کبہی ہو کی غمگین ناخوش کیا
کبہی مار ڈالا جلایا کبہی
کبہی ساتہ پالکی جہٹکا دیا
پہ نظرون مین دل کو لبہاتی رہی
او روشن پہ ایسا اتنا کی مشعل
چڑہی گرمی عشق کی تب اوسکے
گئی دان مین دل ہو گیا دور چور
گیا دل سب اندر ہی اندر پگہل
گئے ہی صبر کی ایسی اب انتہا

جو کہتا ہی اوس سی تو یہ حال لو — کہ اب تنگ ہی اپنا احوال لـ
سنبھلتا ہی اب بہی تو ظالم سنبھل — نہین کوئی دم مین چلا مین نکل
ہلا کر تو اب مت افسوس کو — بچارہ لئی ننگ و ناموس کو
یہ سن جی کا پیغام مجبور ہو — کہا اپنی نزدیک کو دور ہو
بلا سی اگر آن رہتی نہین — کہ اب بن کہی جان رہتی نہین
غرض ایک دن بات یہ ٹہان کر — لگا گہات پر اپنی وہ آن کر
تنہا اوسکہڑی کوئی ایدہر ادہر — اکیلی پڑی جو کن اوسکی نظر
اکیلی اوسی دیکہہ ہوئی بیقرا — گرا اوسکی پانون پہ بی اختیار
گرا اسطرحسی قدم پر جو وہ — تو کہنی لگی سنکر اوسکو وہ
کہ ہی آج کیا یہ خلاف قیاس — گرا اتنا تو ہو کی کیون بیحواس
کسینی ترا دل ستایا کہین — دیا جی کو تیری لبہایا کہین
مری ہاتہنی سی اذیت ہوئے — کہ مہمانونکی مصیبت ہوئے
فقیرون سی اتنا نہ ہو تو خفا — چلی ہم بہلا جا ترا ہو بہلا
اذیت مگر ہم سی پاتا ہی تو — کہ اب پانون پر پڑا اوٹہاتا ہی تو
لگا کہنی رو رو کی فیروز شاہ — کہ بس بس یہی تو کہو گی نہ وا
تمہاری سمجہنی تو مارا ہمین — یہ باتین نہین اب گوارا ہمین
ستائی ہوئی کو ستاتی ہو کیا — جلی دل کو ناحق جلاتی ہو کیا
ہوئی تم نہ واقف مری حال سے — فدا مین رہا جان اور مال سے
تم اپنا سا مجکو سمجہتی رہے — بہلا تم کو اب یہان کوئی کیا کہے
تم ایسی ہی بیرحم و بیدرد ہو — غرض اپنی عالم مین تم فرد ہو
یہ سن ہنسکی بولی وہ کہہ اپنا حال — کہ تو کیون گرا سر کو پانون مین ڈال

کہا تب پریزادنی میر سجان ۔ کہانتک کرون راز دل کو نہان
بھلا ہجر مین کب تلک ہون ملول ۔ غلامی مین اپنی مجہی کر قبول
لگی ہنسکی کہنی کہ ایک طور سی ۔ جو میری کہانی سنی غور سی
مطالب اگر میری برلائی تو ۔ تو شاید مراد اپنی بہی پائی تو
کہا اوسنی پہر جلد فرمائی ۔ جو کچہ آپ سی ہو بجا لائیے
کہا اوسنی یہ ہی مری داستان ۔ کہ شہر سرانديپ ہی ایک مکان
ملک ایک وہانکا ہی مسعود شاہ ۔ کہ بیٹی ہی ایک اوسکی مانند ماہ
جہان مین ہی بدر منیر اوسکا نام ۔ مین رہتی تہی خدمت مین اوسکی مدام
بنایا ہتا اوسنی الگ ایک باغ ۔ کہ فردوس کا تہا وہ چشم و چراغ
جدا باپ سی تہی وہ اوسجا مقیم ۔ سدا سیر کرتی تہی بیخوف و بیم
مین نجم النسا اوسکی دخت وزیر ۔ ہمیشہ سی ہمراز تہی اور مشیر
جدا ایک دن اوس سی ہوتی نہ تہی ۔ سلائی بغیر اوسکی سوتی نہ تہی
خوشی سی سروکار غم سی فراغ ۔ بہرنگ چمن رہتی تہی باغ باغ
کسی طرحکا غم نتہا درمیان ۔ ترقی حسنکی تہی ہر آن مین
ہوئی ایک دن یہ عجب واردات ۔ کہ ایک شخص وارد ہوا آکی رات
کہانتک کہون اوسکا قصہ ہی دور ۔ نہ تہا آدمی تہا وہ ایک رشک حور
گیا اوسپہ اوس شاہزادیکا دل ۔ گئی ایکدونون وہ آپسمین مل
ولی عاشق اوسپر کوئی تہی پری ۔ محبت مین تہی اوسکی وہ بہی بہری
وہان اوسکی آنیکی سنکر خبر ۔ خدا جانی پہنچا ہی اوسکو کدہر
دیا قید مین اوسکو ڈالا کہین ۔ کہ مدت سی اوسکی خبر کچہ نہین
سو مین کھوج مین اوسکی جوگن ہوئی ۔ یہانتک تو پہنچی برو گن ہوئی

پریزادو آپس مین تم ایک ہو
اگر تم ذرا کھوج اوسکا کرو

تو شاید مدد سی تمہاری ملے
تو پھر آرزو بھی ہماری ملے

دل آباد ہو جسکو آرام ہو
تمہارا ہی اس کام مین کام ہو

کہا تب پریزادوں نی ہاتھ لا
انگوٹھا ہو کہا یا کہ لیکر سجا

کہا پھر یہی کچھ ہمین ہے جب مین
لگی ہنسکی کہنی نہین ڈر کی مین

یہ سن تو تم کو ابھی اوسنی بلا
لطیفی سی سبکو سنا کر کہا

کہ جاؤ تو ڈھونڈ ہو کر و جستجی
کہ ہی ایک پرستان مین قید آدمی

جو تم مجھ سی لاویگا اوسکی خبر
جواہر کی دو نگا لگا اوسکو پر

یہ سن اوسی سردار کا سب کلام
تجسس مین پھرنی لگی صبح و شام

ہوا تا کہا ان ایک کا وہان گذر
جہان قید مین تہا وہ خستہ جگر

وہ روتا تہا جو نالہ و آہ سے
تو کچھ اوسکو آئی صدا چاہ سے

کہا کچھ تو ملتا ہی یہانسی سراغ
کہ آتی ہی یہان بوی گلزار باغ

وہ چوکی کی جو دیو تہی جابجا
لگا پوچھنی کسکی ہی یہ صدا

کہا ماہ رخ کا ہی قیدی یہان
کوئی مین تڑپتا ہی ایک نوجوان

وہ تحقیق کر اور لی و ہان کا بھید
اوڑا شہر کو اپنی دیو سفید

کیا جاکی فیروز شہ کو سلام
جو کچھ دیکھہ آیا سنایا تمام

کہا میرا مجرا ہی آب لائی
جو دیتی کہا ہی سو دلوائی

جو معمول تہا وہ ہاتھی انعام کا
جواہر کی اوسکو دیئی پر لگا

داستان پیغام پہنچنی مین فیروز شاہ کی ماہرخ کو

یہ پہنچا ہر اوس ماہرخ کو پیام
کہ کیون زیست کرتی ہی اپنی حرام

بنی آدمی کو تو چور لیسی لا
تیری باپ کو گر لکہون تیرا حال
عزیز اپنی رکہتی نہین جان کو
ترا رنگ غیرتسی اڑتا نہین
ہمارا گئی بہول خوف وخطر
بہلا چاہتی ہی تو اوسکو نکال
اور اوسکی قسم کہا کہ پہر گر نہین
کیا ماہ رخ کو یہ فرمان جب
کہا مجہسی تقصیر اب ہوگئی ہو
اگر اب مین لا کو ہون اوسکی کبہی
پر اتنا یہ احسان مجہ پر کرو
میری باپ کو یہ نہووی خبر
یہ سنکر چلا اوسکا فیروز شاہ
سر چاہ پر جب وہ پہنچا شفیق
کہ یہ سنگ اوکہڑی تہا سی پلی
کہڑی تہی جو وی دیو وہان جیسی پہاڑ
وہ پتہر جو تہا کوہ سا سنگ زاہ
وہ بادل سا کڑکا جو اوس چاہ سے
اندہیرے سی اوس چاہ کی اوسکل تن
وہ منہ ڈالی اوسمین پڑا تہا جو وہا
نکالو امانت اسی اس نمطاہ

تنہائی ہی گہر مین تعشق جتا
تو کیا حال تیرا ہو پہرائی جہنال
پالی ہی کہہ ہو کی پرستان کو
تجہی کیا پریزاد جہٹرتا نہین
لگی رہتی انسان پر تو نظر
کوئی مین جیسی تو ہی رکہتا خیال
لیا نام اوسکا کہ پہر تو نہین
ہوئی خوف سی وہ پریشان تب
کہا اوسکو لیجائی پہانسی کے تو
تو پہر پہونک دیجو پرستان ہی
کہ اسکا پرستان مین چرچا نہو
کہ پہر مین ایدہر کی ہوون نی آدمی
چلا جب سی اپنی جہان تہا وہ ماہ
کہا اونی تہی دی جو اوسکی رفیق
اسیطرح چہاتی سی پتہر ملی
اونہون نی دیا اپنی سینی کو گلا
دیا پہینک وہانسی اوسی مثل کا
تو ایک نور چمکا شب ماہ سے
نظر آوتی پڑا جیسی کالی کا مست
کہا اوس پریزاد نی سبکو ہاں
کہ لیتی ہین تو مشک سی جس نمط

تہین احتیاط اسکی اب ہی ضرور	سمجہیو سی اپنی ہتیلی کال تو ر

داستان کوئی سی نکلنے مین بی نظیر کے

قدح بہر کی لا ساقی با تمیز	کوئی سی نکلتا ہی یوسف عزیز
گئی دن خزان کی او رآئی بہار	می لالہ گون سی دکہا لالہ زار
گلابی جہلکتی دلا دی مجہے	سمان کوئی ایسا دکہا دی مجہے
کہ وہ ماہ نخشب کوئی سی نکل	منازل کو اپنی پہری بر محل
کوئی دیو تہا وہان سکندر نژاد	کوئی مین او عمر کر بحسب مراد
الگ یون لی آیا کوئی سی نکال	کہ فوارہ جون آب کو دی اچہال
لی آیا وہ جون خضر سو کہاٹ سی	نکال آب حیوان کو ظلمات سی
ہوئی مست اوس نازو سی وہ گل	کہ نکلا وہ سنبل سی مانند گل
اندہیری سی نکلا وہ روشن بیان	کہ حرف نفسی جون ہو وین معنی عیان
وہ جیتا تو نکلا ولی اس طرح	کہ بیمار ہو نزع مین جس طرح
زبس اوپر آنیکا تہا اوسکو غم	کبہی تو کہ بہرتا تہا اوپر کا دم
جمی خاک تن پر بہ رنگ زمین	گڑا جیسی نکلی ہی پیلا کہین
نہ آنکہون مین طاقت نہ تن مین توان	کہ جون خشک ہو نرگس بوستان
وہ تن سرخ جو تہا سو پیلا ہوا	وہ جوڑا جو تہا سبز نیلا ہوا
وہ سر مین جو تہی اوسکی سنبل سی بال	ہوئی لاغری سی بدنگی و بال
فقط پوست باقی تہا یا استخوان	نتہا خون کا رنگ ہی درمیان
بدن سی رگو نکی تہی اس ڈہب نمود	کہ اولہا ہو جون لیسمان کبود
بدن خشک و زرد اسطرح تہا وہ گل	خزان دیدہ ہو جسطرح برگ گل

وہ ناخن جو تھی اوسکی مثل ہلال
یہ دیکھا جو احوال اوسکا تباہ
بٹھا تخت پر اپنی اوسکو وہان
رکھا تخت ایک جا پر اوسکا چھپا
چل اب تو کہ مین اوسکو لایا یہان
دوانی تھی از بس وہ اوس تاؤ کی
کہا چل کہان تو بتا تو مجھے
کہا رہ کی چلیو ذرا تم رہو
جسے ڈھونڈھتی تھی سو یہ ہی وہ ہے
یہ کہ اور لی ہاتھ مین اوسکا ہاتھ
گیا آپ اوس تخت پر بیٹھ اور
یہ کہ اور اوس تخت کی پاس آ
کہ اس تخت کی گرد ایک دم پھرو ن
کہا اوسنی ہنسکر بھلا دیکھ تو
کہا اوسنی تب اپنی چوٹی دکھا
غرض وہ پریزاد نیچی اوتر
یہ اوس تخت کی گرد پھرنی لگی
گلی لگ کی رونی لگی زار زار
وہ دیکھی جو تک اٹھا اوٹھائی نظر
کہا تو کہان اور کسکا یہ جگ
کہا تیری غم نی دوانہ کیا

سو وہ ہو گئی تیرہ کی بدر کمال
تو روتا ہوا جلد فیروز شاہ
لی آیا وہ بیٹھی تھی جوگن جہان
کہا پھر یہ جا کر کہ نجم النسا
یہ سنتی ہی گھبرا کی بولی کہان
نہ سر کی رہی سدھ نہ کچھ پاؤن کی
ذرا اوسکی صورت دکھا تو مجھے
کہ شادی بڑی ہی کہین غم نہ ہو
کہا ہای ہان یہ وہی ہی وہ ہے
لی آیا وہ جوگن کو وہان ہاتھ ساتھ
دکھایا اوسی اور کہا کر تو غور
کہا ای پریزاد تو اوٹھ ذرا
بلائین مین دل کھولکر اسکی لون
تو اس بات پر میری صدقی ہی ہو
اری دیو تو کیون دوانہ ہوا
کھڑا ہو گیا تخت سی ہو آدھر
بلا اوسکی لی لیکی گرنی لگی
کیا اپنی تن من کو اوس پر نثار
تو نجم النسا بھی یہ سن تخت وزیر
کہان یہ لباس اور کہان تم لوگ
کہ عالم سی اپنی بیگانہ کیا

بنل کہول کر دو نون آستین مل | وی رو یا کئی دیر تک متصل
بیان وو نون اپنا جو کرنی لگے | ڈرا اشک سی چشم بھرنی لگے
کہی سر گذشت اوسنی او سدم تلک | کہ اسطرح پہنچی ہو تم ہم تلک
یہ سن بی نظیر اپنی دلسوز سے | لگا شاد ہونی اوسی روز سے
کیا ایک ت تو اوہون نی مقام | چلی دوسری دن وہ نزدیک شام
اوسی تخت پر بیٹھ کر وہ ادھر | کہ تھا نقش مطلوب اوسکا جدھر
وہ جوگن وہ فیروز شاہ اور ماہ | چلی تخت پر بیٹھ اوپر کی راہ
پڑھی حرف مطلب زبس سوچ کر | تو بی کستر بیٹھی مثلث کی گھر
مربع نشین تھی جو بدر منیر | وہاں سی اوسکو لائی وہ دختر وزیر
اوتارا وہین لا درختون مین تخت | دو بارا کھلی اون درختوں کی بخت
اکیلی اوتر وہاں سی آئی ادھر | لئی سوگ بیٹھی تھی وہ مہ جدھر
یکایک جو آ وہ قدم پر گری | تو چونکی وہ شہزادی اور کچھ ڈری
پھر آخر جو دیکھا تو جوگن ہی یہ | بھری درد و غم کی بروگن ہی یہ
کہا میری نجم النسا تو ہی جان | اری تیری صدقی میری مہربان
ہمین تیری ملنی کی کب آس تھی | کہ جینی سی اپنی ہمین یاس تھی
بہت اوسنی چاہا کہ ہووی کھڑی | کھڑی ہوتی ہوتی وہین گر پڑی
کہا بار غم سی ا طاقت نہین | اری کیا کرون مجہ مین طاقت نہین
بلائین لگی لینی نجم النسا | لگی گرد پھرنی برنگ صبا
اوسی شاہزادہ کا تھا حال یاد | جو دیکھا تو تھا ان اوس سی کچھ بہی زیاد
نہ گھر کی وہ رونق نہ اوسکا وہ حال | گلو تسی لگا دل تلک پائمال
پڑی ساری بیدہ شکستہ دیوار و در | محل کو جو دیکھا تو ٹوٹا سا گھر

خواصین جو تہین پاس وہ نازنین — سو سیکی گہیلی کہین کی کہین
نہ چوٹی گندہی اور نہ کنگہی درست — جو چالاک تہی بن گئی وہ سست
ہر ایک اپنی عالم مین دیکہو تو دنگ — اُڑا رنگ چہرہ کا مثل پتنگ
نہ آپسکی چہلین نہ وہ چہچہے — نہ گانا بجانا نہ وہ قہقہے
غم آلودہ ہر ایک زار و نزار — نہ آرام جی کو نہ دل کو قرار
جو بیٹھین تو رونا جو اوٹھین تو غم — غرض بیٹھتی اوٹھتی اون پر ستم
چمن ساری ویران سی بن پڑی — شجر گل کی ایک جہار سی بن کہڑی
جو خود تہی تو حیران و بیمار سے — کہ جون زرد شیشہ کی ہو آرسے
نہ تاب و توان اور نہ ہوش حواس — ضعیف و نحیف و پریشان اداس
یہ دیکہہ اوسکا احوال نجم النسا — چلی شمع کی طرح آنسو بہا
ولیکن محل مین پڑی جب یہ دہوم — کیا مثل پروانہ او سپر ہجوم
سنی ایک سی ایک نی یہ خبر — مبارک سلامت ہوئی یکدگر
کوئی غنچہ کی طرح کہلنی لگے — کوئی دوڑ کر اوس سی ملنی لگے
لگی کوئی صدقی کی لانی لگے — کوئی سر سی روپئی چہوانی لگے
کوئی آئی باہر سی گہر سی کوئی — اودہر سی کوئی اور ادہر سی کوئی
حقیقت لگی پوچہنی آکے کوئی — لگی کرنی آپس مین چرچا کوئی
ہوا سر بسر اوسکی زیبا ازدحام — لگی کرنی گہبرا کی سبکو سلام
کہا لی ہیو کل کہو گئی مین چال — کہ اب راہ کی ماندگی ہی کمال
وہ انبوہ جب کچہ ہوا بر طرف — تو پہر دیکہہ نجم النسا ہر طرف
کہا شاہزادی تو آتی نہین — ادہر اپنی تشریف لاتی نہین
چلو چلکی آرام تک کیجیے — کچہ ایک تم کہنا ہی سن لیجیے
لگی جب کہ خلوت مین بدر منیر — کہا مین لی آئی تیرا نظیر

یہ سن ایک دم تو وہ غش کر گئی | کہی تو کہ حیرت مین آ مر گئے
تعجب سی پوچھا کہ سچ سچ ہی یہ | دیا چھیڑنیکو مری کچھ ہے یہ
کہا مجھکو سوگند اسی جان کی | غلط کہنی والی مین قربان کی
نشاط و خوشیکی خبر یک بیک | نہین منہ پہ کہنہ تہی بیدھڑک
کہا کیون کہ لائی کہا اسطرح | وہ سب کہہ دیا حال تہا جسطرح
ترا قیدی جا کر چھڑا لائی ہون | پر ایک اور بندہ ہوا آرا لائی ہون
کہا پہر وہ دونون کہان ہین کہا | درختون مین اونکو رکہا ہی چھپا
عجب وقت مین مین ہوئی تہی جدا | کہ دلبر کو تیری دیا لا ملا
مگر ایک یہ آپڑی ہی بلا سے | کہ مین تیری خاطر بلا مین پہنسے
سو اب ایکو تو لی آتی ہون مین | ہوا دوسریکو بتاتی ہون تنہا
یہ سن شاہزادی ہنسی کہلکہلا | کہا کیون اوڑاتی ہی نجم النسا
اری ایک ہی تو بڑی ٹہگ ہے | نہین تو ہی امرت کہین زہر ہے
چل اب چوچلی بس زیادہ نہ کر | شتابی انہین جا کی لی آ ادہر
کہا پہر پریزاد کے روبرو | بغیر از تیسیکی کہی ہوسکے تو
کہا وہ تو ایسا دوانا نہین | وہ اس بات کو کیا کہیگا نہین
اگر دل مین کچھ تیری وسواس ہے | نہین درد وہ بہی تری پاس ہے
ذرا پوچھ لیجو تو اس بات کو | کہ وہ روبرو اوسکی ہو یا نہ ہو
یہ سنکر شتابی گئی وہ نگار | لیا جا کی آہستہ اونکو پکار
چھپائی ہوئی لا بٹہایا وہان | وہ خلوت کا جو تہا قدیمی مکان
پہر اوسنی یہ پوچھا کہ ای بی نظیر | کہی تو چلی آوی بدر منیر
کہا خیر سی تجکو رشک چمن | چھپی ہی کہین بہائی سی بہی بہن

مرا جان و مال اسپہ قربان ہے کہ اسکی سبب سی مری جان ہے
مرا یہ تو ہمدم ہی دن رات کا مجہی اس سی پردہ ہی کس بات کا

داستان بی نظیر و بدر منیر کی ملنی اور اوسکی باپ کو بیاہ کا رقعہ لکہنی مین

مری منہ سی ساقی ملا دی شتاب کہ ملتی ہین باہم مہ و آفتاب
یہ سن سن کی باتین وہ پردہ نشین چلی آئی ایک ناز سی نازنین
حیا سی پہر آکر جو بیٹہی وہ پاس پہر آئی گویا اوسکی ہوش و حواس
نظر سی نظر جو ملی ایکبار لگی چشم نی لعل و گوہر نثار
آدہر اشک خونین ادہر چشم نم انسی اسکا غم اور اسی اوسکا غم
نہ وہ رنگ اوسکا نہ وہ اوسکا حال تن زرد زرد اور رخ لال لال
بہم دو خزان دیدہ گلزار سے ملی جیسی بیمار بیمار سے
عجب صحبت آپسمین اوس دم ہوئی کہ ایسی ہی صحبت بہت کم ہوئی
وہ نجم النسا اور فیروز شاہ حیا سی گئی اپنی نیچی نگاہ
سرشک محبت بہانی لگے اس احوال پر حیف کہانی لگے
اور ایکطرف کو شاہزادہ نڈہال لگا رونی وہ منہ پہ دہر کر رومال
وہ مجروح دل تہی جو بدر منیر لگی کہینچنی اپنی آہون کی تیر
چہپا منہ کو اوسطرح سی نازنین لگی کرنی تر دامن آستین
پڑی غم کی باتین جو آدر میان یہ روئی کہ لگ گئین ہچکیان
غرض دیر تک ملکی روتی رہے جدائی کی داغونکو دہوتی رہے
رخ زرد پر اشک گلگون بہا بہار و خزان کو کیا ایک جا
کلیجون پہ جو داغ تہی بیشمار سو آنکہون نی اونکی دکہائی بہار

پہر آخر کو نجم النسا وہ شریر
کیا چاہتی ہی تو اب قہر کیا
مگر تیری خاطر یہ رویا ہی کم
ذرا تجہین آئی دی اسکی توان
یہ مردہ سا لائی ہو تمہین اس لئے
وہان بہی اسکی تہین کی دوا
لی آئی ہی اسکو محبت کی دہن
اسی وصل کی اپنی دارو پلا
بس اب کچہ خوشی کی کرو گفتگو
تہین خوشنما پاس آئی ہوئے
یہ سن ہنس پڑی سب وی آپس مین مل
بہم پہر تو ہونی لگی اختلاط
شب آدہی گئی تب وہ خاصہ منگا
عجب چہل سی سب نے آپس مین مل
پہر آخر کو دو دو جدا ہو گئے
آشنائی تہی جو جو کہ رنج و ملال
الگ ہو کی لیٹی وہ دو ماہ رو
وہ گذرا ہوا یاد کر کی حال
کہا شاہزادہ نی احوال سب
کہ یون مین اندہیری مین رویا کیا
نہ پہنچا کوئی میرا فریاد رس
وہ تاریک خانہ میرا گہر رہا

لگی کہنی سنتی ہی بدر منیر
زیادہ نہ بس اپنی الفت جتا
کہ تو اور رو رو کی دیتی ہی غم
ابہی اسکو رونیکی طاقت کہان
کہ دیکہی سی تیری شتابی چہٹے
کہ ہی خانہ یار دار الشفا
جیا ہی فقط تیری ملنی کی دہن
کسیطرح اس نیم جان کو جلا
خدا پہر نہ تمکو رلاوی کبہو
رہین دو جنی منہ بہلائی ہوئے
پڑین جسطرح پہول گلشن مین کہل
لگنی لگی دلسی عیش و نشاط
تکلف سی ہر ایک کی آگی دہرا
کیا نوش حسب تمنا ہی دل
الگ خوابگاہون مین جا سو گئے
ہوی اس گہری مین وہ خواب خیال
ہوی لیٹی لیٹی عجب گفتگو
لگی رونی آنکہون پہ دہر کر رومال
کوئی مین جو گذرا تہا رنج و تعب
کوئی مین تن اپنا ڈبویا کیا
ترستا رہا دل برنگ جرس
سدا میری چہاتی پہ پتہر رہا

صحبت نے یہ چاشنی اور دی | کہ تن کی تپش جیتی جی گور دی
زمین سے نکلنے لگی کب اس تھے | فلک کی بھی ہاتھ سے پاس تھے
عجب طرح سے زیست کرتا رہا | تری جان سے دور مرتا رہا
خدا ہی نے تجھسے ملایا مجھے | اوٹھا قبر سے پھر جلایا مجھے
دیا شاہزادی نے رو رو جواب | کہ مین بھی ایک شب یہ دیکھا تھا خواب
تری داغ کی دل مین جو ہو گئی | مین اک رات روتی ہوئی سو گئی
تو کیا دیکھتی ہون کہ صحرا ہے ایک | اور اوس دشت ہو مین کنواسا ہے ایک
صدا اوس سے آتی ہے بدر منیر | ادہر آ کہ یہان قیدی ہے بے نظیر
مین ہر چند چاہا کرون تجھسے بات | ولی کی گئی وہان نہ کچھ مجھسے بات
مری جان گو اوس طرف ڈہل گئی | اوسی دم مری آنکھ پھر کھل گئی
عجب اوس گھڑی مجھپہ گذرا قلق | کہ دل اور جگر ہو گیا میرا شق
اوسی دن سے یہ حال پہنچا میرا | کہ مرتی رہی نام لے لے تیرا
نہ رہتا تھا کوئی تیری خبر | ولی تھا تری غم سے دل کو اثر
گذرتا تھا یان تجھپہ جو صبح و شام | وہ اندہیر تھا مجھپہ روشن تمام
نہ کہتی تھی مین گرچہ در پنہان | شب و روز جلتی تھی مین شمع سان
عجب طرح سے زیست کرتی تھی مین | کہ اوس زیست کرنے سے مرتی تھی مین
اسی غم مین رہتی تھی لیل و نہار | کہ کیونکر ملاویگا پروردگار
میری شکل پر رو کے نجم النسا | گئی اسطرح حال اپنا سنا
پہر آ گئی تو معلوم ہے تمکو سب | کہ ہم تم ملے پھر اوسیکی سبب
یہ آپسمین کہہ حال دل رو رہے | وہ کاہلی کو سوئی تھی بس سو رہے
جو ملتی ہین بچھڑی ہوئی ایک جا | اونہین نیند باتون مین آتی ہی کیا

پری زاد و نجم النسا و بان جدی — الگ اپنی باتون مین سرگرم تھی
گئی رات حرف و حکایات مین — سحر ہو گئی بات کی بات مین
لیا ماہ نی اپنی منہ پر نقاب — اوٹھا بستر خواب سی آفتاب
صبوحی کو اوٹھتا ہی جیسی مدام — شراب شفق سی بہری اپنا جام
لگی روز کو ساتھہ آنی لگا — وہ سوتونکو شب کی جگانی لگا
ہوئی چشم وا اور مژگان دراز — سپید و سیہ مین ہوا امتیاز
گیا عقدہ صبح اوسدم جو کھل — نکل آئی ایدہر اودہر سی وہ گل
اوٹھی جب کہ آپس مین گلفام دو — گئی باری باری سی حمام دو
دوبارہ کیا اوسنی اپنا سنگار — چمن مین نئی سر سی آئی بہار
وہ جوگن ہوئی تھی جو نجم النسا — جمی گرد اپنی بدن سی چھڑا
نہا دہو کی نکلی عجب آن سی — کہ الماس نکلی ہی جون کان سی
نہانی سی نکلا عجب اوسکا روپ — نکل آئی بدلی سی جسطرح دہوپ
ولی آگ اوسنی لگائی یہ اور — کہ پوشاک کی سرخ لالہ کی طور
جلانیکو عاشق کی دکہلا پہن — لیا سرخ لاہی کا جوڑا پہن
تمامی کی سنجاب اوس پر لگا — طلائی طرح سی دیا جگمگا
اوسی رنگ کی ساتھہ کا سب لباس — تصور مین ہو سرخ جسکی قیاس
تہا بہبوکا سا تن اور وہ منہ کی دمک — کہ جون شعلۂ آتش سی اوٹھی بہبک
نکیلی وہ اوٹھی ہوئی چہاتیان — بہری اپنی جوبن مین اتراتیان
گلی کی صفائی وہ کرتی کا چاک — تہراقی کی انگیا کسی ٹہیک ٹہاک
وہ کنچن سی اوسمین نگین لال لال — بہری رنگ کی قمقمی کی مثال
تلاہٹ وہ ہاتھی کی آوس سی نمود — کہ جون سرخ چہرہ پہ خال کبود

کبہی تو لیتی اپنی منہ پر نقاب — شفق مین چہپی جون سر آفتاب
بنت گرد کیونکہ نہ اوسکی پہری — کہ وہان کو گہر والہر کیا کیا ہری
وہ پاجامہ سبز کمخواب اور — دوپٹہ بنارس کا سو رجلی بلور
جواہر سجا اپنی موقع سی کل — کہ شمع مین ہو جیسی شعلہ پیدہ گل
وہ کنگہی کہچی اور وہ ابرو سے کہیچے — ہر ایکسا پینتہ مین اپنی ہر سو کہیچے
کہجوری وہ چوٹی زریکا مباف — کہ جون دود کی بعد شعلہ ہو صاف
عروسانہ اوسنی کیا جو لباس — تو آنی لگی خون کی اوسمین باس
بنی جب کہ اس رنگ وہ رشک حور — چلی آئی فیروز شہ کی حضور
پریزاد تو قتل سے ہو گیا — کہی تو کوی جان سی کہو گیا
حیا سی نہ کی بات نہ کچہ کہا — ولی جیسی قربان اوسپر رہا
وہ بن بات کی آپسمین ہنسی لگے — بہم راز دل اپنی کہنی لگے
خوشی سی ہوئی بسکہ سرسبز دل — لگی شربت پینی آپسمین مل
ضیافت باہم ملکی کہانی لگے — وہ غم کہانی اونکی ٹہکانی لگے
جہپی عیش و عشرت وہ کرتی رہے — یہ غیروں کی چرچی سی ڈرتی رہے
اگرچہ ہر ایک وصل سی شاد تہا — ولی ہجر کا غم انہین یاد تہا
یہ شہرا کی نکلی وہ دو ماہ رو — کہ اس بات کو کیجیئی ایک سو
غضب ہی جو یوں نہین دوبارہ ملین — چہپی کب تلک آشکارا رہین
سبہی ہی یہ تکلیف آرام کو — یہ ناکامیان گو رہنیں کس کام کو
نصیب اسطرحسی جو یاری کرین — عیان کیونکہ ہم خواستگاری کرین
جب آپسمین مشوری ہو گئے — ادہر اور آدہر ملکی وہ دو گئے
وہ نجم النسا اور وہ بدر منیر — کچہ ایک کر بہانہ وہ دونو شریر

رہیں گہر میں پہر جا کی ماں باپ کے — کہ دیکہینگی اب ہم قدم آپ کے
نکل نی نظیر اور فیروز شاہ — کسی شہر میں آ ہد کی فوج و سپاہ
کر اسباب سب سلطنت کا درست — پہر آئی اوسی جا پہ چالاک و چست
وہاں کا جو تہا شاہ انجم سپاہ — جسی لوگ کہتی تہی مسعود شاہ
کیا نامہ یوں ایک اوسکو رقم — کہ ای شاہ شاہان و ای فخر جم
فریدون مثال و سکندر نژاد — مراد جہان و جہان را مراد
جہان شجاعت زمان کرم — دل رستم و گرد حاتم ہمم
میں وارد ہوا ایک ملک سی عجب — لی آئی ہیں مجکو میری یہاں نصیب
نوازش سی اپنی کرم کیجیے — غلامی میں اپنی مجہی لیجیے
ہمیشہ سی ہی راہ و رسم شہان — کہ وابستہ یوں ہی ہی کار جہان
جہان پر ہی روشن کہ میں ماہ ہوں — ملک زادہ ابن ملک شاہ ہوں
ہر ایک مجسی واقف ہی برنا و پیر — کہ ہی نام میرا شہ بی نظیر
بیان سب کیا ماضی و حال کا — تجمل لکہا فوج و اموال کا
جتا کر بہت عجز اور انکسار — لکہا یہ بہی ایک حرف آخر کی بار
کہ جو ہووی بر عکس شرع شریف — وہ ہی اپنی مذہب میں اپنا حریف
اگر مانئی خیر تو مل رہئے — ہمیں اب تو آیا ہمیں جانئے
گیا یہ جو مسعود شہ کو پیام — سنا اور پڑہا خط کا مضمون تمام
سمجہ اسکا مضمون مسعود شاہ — کہ اتنی ہی فوج اور یہ کچہہ ہی سپاہ
اگر جنگ ہو تو بڑی جنگ ہو — پہر اسمیں خدا جانے کیا رنگ ہو
اور آخر یہ بہی ہی زمانی کی چال — کہ پیوند ہوتی ہیں باہم نہال
نہ تازی یہ کچہ رسم پیوند ہے — ہمیشہ سی عالم برو مند ہے

لکھا نامہ اُسکو وو نہین درجواب | کہ عاقل کو نکتہ لگی ہی کتاب
لکھا بعد حمد و ثنای خدا | پس از نعت احمد شہ انبیا
کہ نامہ تمہارا جو سربستہ تہا | وہ راز نہان اپنی ہاتہون کہلا
شریعت کی عالم مین مجبور ہین | نہین اپنی نزدیک ہم دور ہین
اگر ہم کبہی اپنی دعوی پہ آئین | تمہاری فلک کو نخاطر مین لائین
ابہی گہر سی نکلی ہو اثر کو نکی طور | نہین نیک و بد پر نہین اپنی غور
کسی پاس دولت یہ رہتی نہین | سدا ناو کاغذ کی بہتی نہین
ولی کیا کرین رسم دنیا ہی یہ | دگرنہ گہمنڈ آپ کا کیا ہی یہ
نپس ہمکو ہی پاس شرع رسول | سو اسواسطی کرتی ہین ہم قبول
خلاف پیغمبر کسے رہ گزید | کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید
ایک اچہی سی تاریخ ٹہراسی | دیا حکم ہم نی تمہین آ ئی
گیا ایلچی لیکی نامہ ادہر | اٹہی ہر طرف سی خوشی کی خبر
سنی یہ جو نامہ کی گفت و شنید | ہوئی شاہزادی کو گویا کہ عید
کشادہ ہوی دل جو تہی غم سی تنگ | اوسی دن سی ہونی لگی راگ رنگ
ہوئین ہر طرف سب دل آرائیان | لگین ہونی شادی کی تیاریان
بلا شگشیو نکو بتا سال و سن | مقرر کیا نیک ساعت کا دن

داستان نی نظیر اور بدر منیر کی بیاہ کی اور اوسکی تجمل مین

کدہر ہی تو ای ساقی گلبدن | دہری آج اوس شمعرو کی لگن
بلا مطربان خوش آواز کو | کہ آوین لیکی اپنی سب ساز کو
وہ اسباب شادی کا تیار ہو | مکرر نہ پہر جسکی تکرار ہو
بڑی خواہشو نسی جب آیا وہ روز | چہپایا بہانی وہ مہر شب فروز

محل سے نکل جب ہوا وہ سوار بجی شادیانے بہم ایکبار
کرون اوس تجمل کا کیونکر بیان کہ باہر ہے تقریر سے وہ سمان
وہ دولہ کے اوٹھتے ہی ایک غل پڑا لگا دیکھنے اوٹھ کے چھوٹا بڑا
کوئی دوڑ گھوڑونکو لانے لگا کوئی ہاتھیونکو بٹھانے لگا
لگا کہنے کوئی ادھر آئیو ارے رتھ شتابی سے لائیو
کسی نے کسیکو پکارا کہین نہ لانے پہ میانیکی مارا کہین
کوئی پالکی مین چلا ہو سوار پیادونکی رکھ اپنی آگے قطار
جو کثرت مین دیکھا کہ گاڑی نہین کوئی مانگے تانگے پہ بیٹھا کہین
سپر اور قبضے کھٹکنے لگے سوارونکے گھوڑے بھڑکنے لگے
نکورے وہ نوبت کے اور اونکے بعد گرجنا وہ دہوسونکا مانند رعد
وہ شہنائیونکی سہانے دھنین جسے گوش زہرہ مفصل سنین
ہزارون تماشے کے تخت روان اور اہل نشاط اونپہ جلوہ کنان
وہ طبلون کا بجنا اور اونکی صدا وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا
وہ نوشہ کا گھوڑے پہ ہونا سوار وہ موتی کا سہرا جواہر کا ہار
شہر کردہ گھوڑونکا چلنا سنبھل ہما کی وہ دونو طرف مورچھل
وہ فانوسین آگے زمرد نگار کہ ہو سبز مینا جنھون پر نثار
دو رستہ جو روشن چراغان ہوئے پتنگے خوشی سے غزلخوان ہوئے
ہوا دل جو روشن چراغان سے پڑھے شعر نوری دیوان سے
چراغونکی تیرہ لوئی جا بجا اور اون مین وہ بازاریونکی صدا
کوئی بان بیچے کھلونے کوئے کوئی دال موٹھ اور اسلونی کوئے
تماشائیون کا جدا ایک ہجوم پتنگے گرین جب چراغان جھوم

کٹکنا

کڑکنا وہ نوبت کا باجوں کی ساتھ
گرجنا وہ باجوں کا ڈھولوں کی ساتھ

براتی ادہر اور آوے ہر جوق جوق
وہ آواز سرنا اور آواز بوق

وہ کالی پیادی اور اونکی نفیر
کہ تا چرخ پہنچی صدا دل کو چیر

وہ آرایش اور گل کئی رنگ کی
وہ ہاتہی کہ دو دیوتہی جنگ کی

وہ ابرک کی گنبد وہ مٹی کی جہاڑ
کبھی تو کہ تنکی کی او جہل پہاڑ

دو دستہ برابر برابر وہ تخت
کسی پر کنول اور کسی پر درخت

وہ رنگین کنول اور وہ شمع و چراغ
کہلی جسطرح لالۂ تور باغ

جہانتک نظر آوی اونکی قطار
طلسمات کی سی ہوا پر بہار

اناروں کا دغنا پھچنپی کا زور
ستاروں کا چہٹنا پٹاخوں کا شور

ڈرایا ستاروں کی جو آگ سے
تو ہاتہی لگی من پہلی بہاگنے

وہ مہتاب کا چہوٹنا بار بار
کہ ہر رنگ کی جس سی دونی بہار

دہواں چہپ گیا نور میں نور ہو
سیاہی اوڑی شب کی کافور ہو

سراسر وہ مشعل کی ہر طرف جا
کہ چون نور کی مشعل ہو بہا

زریں پوش سر سبز سب یکدگر
پہریں برق کی طرح ادہر اودہر

کبھی تو کہ نزدیک اور دور سے
زمین و زمان بہر گیا نور سے

جب آئی وہ دولہنکی گہر بیچ برات
کہوں وہانکی عالم کی کیا کسی بات

ہوا وہانکی صحبت کی شکل بہشت
دہری خلقی گرد عنبر سرشت

کہڑی بادلونکی وہ خیمی بلند
کہرین عالم نور جسکو پسند

عجب مسند ایک جہلکی اور فرش
تمامی کی عالم کا جو نور فرش

بلوریں بہری شمعدان بیشمار
چڑہیں موم کی بتیاں چار چار

نئی رنگ کی اور نئی طور سے
دہری ہر طرف جہاڑ بلور کے

تماشائیونکی یہ کثرت کہ بس
دوزانو زری پوش بیٹھی تمام
وہ دولہ کا مسند پہ جا بیٹھنا
طوایف کا اوٹھنا ایک انداز سے
گرون راگ اور ناچ کا کیا بیان
وہ اسباب عشرت لگا آیسمین مل
وہ ایمن کی لہرین ادہر اور ادہر
اور اوس صف سے ایک پیچ کر نکل
اولٹنا دوپٹی کا دی دیکی تال
کبہی پر ملو مین دکہاتی ادا
کبہی گت سے ناچنا ذوق سے
ادہر کی تو یہ گت اور اوسکا سبہا
کہڑی ہو کی دُگہونٹ حقہ کی لے
انگوٹہی کی لی سامنی آرسے
اولٹ آستینین اور مہر لگا چاک
بنا کنگہی اور کر کی ابرو درست
دوپٹہ کو سر سے اولٹ اور سنبہل
پکڑ کان اور گہونگرو نکو اوٹہا
ادہر اور ادہر رکہہ کی کاندہی پہ ہاتہ
سنج چند کی ہاتہہ کی مورت ایک
کبہی ناچنا اور گانا کبہی

ملی ایک سے ایک سب پیش و پس
شراب خوشیکی کئی نوش جام
برابر رفیقون کا آ بیٹہنا
دکہاتی وہ آ صدر مین ناز سے
قدیمی کسی وقت کا سامان
جمانا کہڑی راگ کا دیکی دل
ملی سر طنبورونکی باہم دگر
جتانا ہنر اپنا پہلی پہل
وہ بوٹا سا قد اور گہنگرو کی چال
کہ جون لوٹ کر ہو وہی بجلی ہوا
کہ تیورا کی عاشق گرے شوق سے
اودہر اوٹ مین نایکہ کا بناو
چبا پان اور رنگ ہونٹہو پہ دے
وہ صورت کو دیکہہ اپنی گلزار سے
نئی سر سے انگیا کو کرنا ٹہیک ٹہاک
جہٹک دامن اور ہوکے چالاک و چست
یکایک وہ صف چیر آنا نکل
پہن پاؤن مین اور سر سے چہوا
چلی ناچتی آنا سنگت کے ساتہہ
لجائی ہوی چاند سی صورت ایک
رہ جانا کبہی اور بتانا کبہی

خوش آوازیان اور گانا چہال — دکہانا ہر ایک وصف مین اپنا کمال
وہ شادیکی مجلس وہ گانیکا رنگ — وہ جیکی خوشی اور دل کی ترنگ
وہ پہولونکی گہنی کناریکی ہار — وہ بیٹہی ہوئی رنڈیونکی قطار
وہ بیڑونکی پتی پڑی ہر طرف — غم دل جیسی دیکہہ ہو ہر طرف
ادہر کا تو یہ رنگ تہا اور یہہ راگ — محل مین ادہر گہوڑیان اور سہاگ
وہ گہر ایسی شادی مبارک کی دہول — وہ ٹونی سلونی وہ میٹہی سی بول
اوتریتکی وہان سمدہیونکی پہبن — کہلین پہول جیسی چمن در چمن
گلون مین پہنا وہ ہنس ہنسکی ہار — شاباسٹ وہ پہولونکی چہریونکی مار
دکہانا وہ بن بنکی اپنا بناو — وہ آپسکی رسمین وہ آپسکی چاو
تہانی ہنسی شور و غل تالیان — سہانی سہانی نئی گالیان
غرض کیا کہون تاب مجہہ مین نہین — بدہائی کا عالم کوئی یہہ کہین

داستان بی نظیر کی براتیونکی پار پان کی تقسیم مین

چہکا ہون نشہ مین بہت ساقیا — مجہی تلخی آب می کی شربت پلا
کسی پر نہ ایسا ہو جو بار ہون — کہ پہر مین [illegible] کا تیری بار ہون
ہوا جب نکاح اور بٹی پار پان — پلا سب کو شربت وہیں پاندان
اوٹہا پہر تو نوشہ بعد از نکاح — محل مین بلانیکی ٹہری صلاح
چلا یون وہ دولہ دولہنکی طرف — پہری جیسی بلبل چمن کی طرف
وہان تک پہنچتی ہوی کیا کہون — ہوئی ٹوٹکی لاکہہ بہہ شگون
ہوا لیکن اوس وقت دو نامزا — کہ دولہہ دولہن جب ہوی ایک جا
عروسی وہ پہنا وہ سوہا لباس — وہ مہندی شہانی وہ پہولونکی باس

ملا سرخ چوڑی پہ عطر سہاگ
کہلی مل کی آپسمین دونوں کی بہاگ

دکہا مصحف اور آرسی کو نکال
دہرا بیچ مین سر پہ آنچل کو ڈال

نہ تہا وصل اسطرحکا دہیان مین
خدائی گیا آن کی آن مین

عجب قدرت حق نمایان ہوے
جیسی آرسی دیکہہ حیران ہوے

وہ جلویکا ہونا وہ شادیکی دہوم
وہ آپسمین دولہ دولہن کی سوم

کسیتی پسائی سر ونج آن کر
کوئی گالی ہی دی گئی جان کر

لگی کوئی وہان گال سی کچہ لگا
لگی کوئی دولہن کی جوتی چہوا

وہ شیرین جو میٹہی تہی شیرین بنے
نبات اوسکی چتنی بنی کو بنے

چنائی نبات اوسکو اس کہاتی
کہ دہوکا دیا ہر گہڑی بات سی

زبس دل تو تہا اوسکا ہر جا پسند
سبہی چاسی اوسنی چنی کر پسند

اوٹہائی ولی اوسکی آنکہون سی تو
کرین نوش بادام شیرین کو جو

ولی وہ جو ہونٹہونکی تہی لب کی
وہ مصریکی منہ سی اوٹہائی ڈلی

کمر سی اوٹہائی ولی اسطرح
کہ ہان ہون نہین کی نہین جسطرح

ذرا پاؤ پر کی اوٹہائی اٹرا
نہین اور ہانکا عجب غل پڑا

یہ ظاہر کی تکرار تہی بار بار
وگرنہ دل اوس پاؤ پر تہا نثار

عجب طرحکی رنگ رلیان ہوئین
کہ باتین وہ مصریکی ڈلیان ہوئین

وہ سب ہو چکی جبکہ رسم و رسوم
سواریکی ہونی لگی پہر تو دہوم

سحر کا وہ ہونا وہ ڈولی کا وقت
وہ دولہنکی رخصت وہ رونیکا وقت

کہڑی سب کا لاچار منہ دیکہنا
کہ یارب یہ کیا ہی جہان پیکہنا

وہ دولہن کا رو رو کی ہونا جدا
وہ ما باپ کا اور رونا جدا

نکلتی وہ جانا محل سی جہیز
کہ جون چشم سی اشک ہو موج خیز

پہان

یہان موت ہی اہل عرفان کو
وہ جو دردمند ہیں ہین آشنا
وہ دولہ کا دولہن کو گودی لو اٹھا
چلی لیکی چنڈول جس دم کہار
کہڑی تہی جو وہان چشم کو تر کئی
ادہر اور آدہر اپنی سہیلیکو چہیپ
سوار اپنی گہوڑی پہ ہوکر شتاب
دکہاتا ہوا حشمت و عظم و شان
وہ بہی تو چنڈول مین رشک ماہ
پہر آگہر کو اپنی قدم با قدم
غرض اسطرح جب دولہنکو بیاہ
ہوی وہ جو ہونی تہی رسم و رسوم
اٹھایا اوسی دہوم مین لگئی تہہ ہا
وہ نجم النسا تہی جو دخت وزیر
کہا باپ کو اوسکی ای خیر خواہ
تنو تجہسی رکہتا ہون ایک التجا
غرض ہر طرح کر رضامند اوسی
پریزاد تہا وہ جو فیروز شاہ
اوسی دہوم سی اور اوسی فوج سی
وہی سب تجمل وہی سب رسوم
دقیقہ نچہوڑا کسی بات مین

کہ جانا ہی ایک دن تو تہین جان کو
رہی شاد یکا لیتی ہین غم سی مزا
اٹہانا محافی مین آخر کو لا
کیا دو طرف سی زر او سیم نثار
سو موتی انہون نی نچہاور کئی
وہ ایک چاند سامنہ دکہانی نظیر
کہ جون صبح ہووی بلند آفتاب
لئی ساتہہ ساتہہ اپنی نوبت نشان
اور آگی وہ خورشید عالم پناہ
سواری لگا گہر مین اترا صنم
لی آیا جہان اوسکی تہی عیش گاہ
کہ ظاہر مین تہی یہ بہی درکار دہوم
پریزاد کا بیاہ خوبی کی ساتہہ
کیا اوسکی والد کبہی بی نظیر
مرا بہائی ہی ایک فیروز شاہ
کہ تو اوسکو فرزند مین اپنی لا
کیا جال مین اپنی پابند اوسی
دیا اوسکو نجم النسا سی بیاہ
اوسی شان سی اور اوسی اوج سی
ہوی تہی جو کچہ بیاہ مین اوسکی دہوم
برابر رکہی تجمل و نزاکت مین

اوسیطرح اوسکو بیا ہا غرض / جو کچھ قول تہا سو نبا ہا غرض
خدا راست لایا اونہونکی جو کام / بر آئی دلونکی مطالب تمام
ہوئین متصل بیاہ و شادیان / بسین ایک جا چار آبادیان
پہری دن تو اپنی وطن کو پہرے / وہ آشفتہ بلبل چمن کو پہرے
خوشی سی لئی حرمت و جان و مال / چلی شہر کو اپنی وہ حال حال
وہ نجم النسا اور وہ فیروز شاہ / فلک پر سی ہو مثل خورشید و ماہ
رضا اونسی لیکر اوسی آن مین / گئی شاد و خرم پرستان مین
یہ اقرار چلتی ہوی کر گئے / کہ گو تم اودہر اور ہم ایدہر گئے
تم اس غم سی مت ہو جیو سینہ ریش / کہ ہم تم سی ملتی رہینگی ہمیش
تسلی وہی دی کر اودہر کو چلی / یہ ایدہر لئی اپنا لشکر چلی

داستان بی نظیر کی بدر منیر کو اپنی وطن لیجانی اور مان باپ سی ملاقات کرنیکی

پلا ساقیا آخری ایک جام / کہ ہوتی ہی بس یہ کہانی تمام
وہ نزدیک پہنچی جب اوس شہر کی / کیا پاس جا خیمہ ایک نہر کی
کیا جب کہ خلقت نی تفتیش حال / اور آنکہون سی دیکہا وہ بدر کمال
پڑا شہر مین ایک بیک پہر غل / کہ غایب ہوا تہا سو آیا وہ گل
خبر یہ ہوی جب کہ مان باپ کو / کیا گم اونہون نی وہین آپ کو
زبس دل تو تہا یاس ہی سی بہرا / یہ سن ہاتہہ اور پاؤن کپی تہرا
لگی رونی آپسمین زار و نزار / کہا ہای ہمکو نہین اعتبار
ملاوینگی ہم سی ہمارا حبیب / یہ دشمن نہین اپنی ایسی نصیب
یہ ہوگا کوئی دشمن ملک و مال / سو مین آپ ہی ہون گرفتار حال

کوئی اوسکا وارث تو آخر نہین
تہا سبہی صاحب چلو تو سہے
نگر سنا جب کہ بیٹی کا نا تون
وہ آتا تہا جیسی کہ بیٹا ادہر
جو ہین اپنی کعبہ کو دیکہا وو ان
گرا پانؤن پر کہہ کی یہ باپ کی
سنی یہ صدا جو نہین اوس ماہ کی
اوٹہا سر قدم پر سی چہاتی لگا
یہ رویا یہ رویا کہ غش کر چلا
ملی پہر تو آپس مین وہ خوب سی
وہ گل گل شگفتہ ہوا گلکی طرح
ہوی شاد و خرم صغیر و کبیر
می عیش سی سب کو مستی ہوئے
بڑی دہوم سی اور بڑی آن سے
وہ پہولا جو تہا ہجر کی داغ مین
زنانی سواری او تروا کی ساتہہ
درآمد ہوا گہر مین سرو روان
کہ اتنی مین آ گی نظر جو پڑی
بہی چشم سی آنسوونکی قطار
وہ ماں جب بیٹی کی لگ کر گلی
بہو اور بیٹی کو چہاتی لگا

وہی لیکی جاوی یہ جگہرا کہین
یہ بیٹا تمہارا وہی ہی دسے
چلا پہر تو روتا ہوا نکی پانون
پڑی باپ پر جو لگا یک نظر
چلا سر کی بہل بی نظیر جہان
خدا نی دکہائی قدم آپ کی
تو اوس غم رسیدہ نی ایک آہ کی
لپٹکی گہڑی دو تلک خو بسا
کہی تو کہ آنسو کا لشکر چلا
کہ یوسف ملا جیسی یعقوب سی
یہ گلکی طرح اور وہ بلبل کی طرح
چہکی لیکی نذر مین امیر و وزیر
نئی سر سی آباد بستی ہوئے
بجائی ہوی نوبتین [illegible]
ہوی [illegible] داخل اوسی باغ مین
پکڑا اوس گل نو شگفتہ کا ہاتہہ
لئی ساتہہ اپنی وہ غنچہ دہان
تو دیکہا کہ ماں راہ مین ہی کہڑی
گرا ماں کی پانوں پہ بی اختیار
یہ رویا کہ آنسو کی نالی چلی
وہ دو نون کی دو ہاتہہ باہم ملا

ہوئی جان اور جیسی اوس پر نثار — پیا پانی اون دونون پر وار کر
جگر پر جو تھی درد اور غم کی داغ — بجھی وصل سی ہجر کی وی چراغ
سب آپس مین ہنسنی لگی مل ملا — پھر آئی چمن مین وہ گل کھل کھلا
وہ انکھین جو اندھی تھین روشن ہوئین — زمینین جو تھین خشک گلشن ہوئین
زبس باپ ما نکو تھی سہری کی چا — دوبارا اونھون نی کیا اوسکا بیاہ
لکھون مین گر اوس بیاہ کی دھوم دھام — تو پھر یہ کہانی نہ ہووی تمام
بنا اونکی تقدیر کا جو بناؤ — لگی اونھون نی یہ سب لگی چاؤ
وہ جیسی کہ اوس باغ مین تھی خزان — بسی آکی پھر اونمین سب گلرخان
محل مین عجایب ہوئی چہچہی — وہ مرجھائی گل پھر ہوئی لہلہی
ہوا شہر پر فضل پروردگار — وہی شاہزادہ وہی شہریار
وہی لوگ اور وہی چرچی تمام — وہی ناز و انداز کی اپنی کام
وہی بلبلین اور وہی بوستان — شگفتہ گل و جمع دوستان
اونھونکی جہان مین پھری جیسی دن — ہماری تمہاری پھرین ویسی دن
ملین سبکی پھرسی الٰہی تمام — بحق محمد علیہ السلام
ہوئی جیسی وہ شاد ہوون شاد ہم — رہین شہر مین اپنی آباد ہم
رہی شاد نواب عالی جناب — کہ ہی آصف الدولہ جسکا خطاب
خوشی اوسکی ہی سرسبز باغ مراد — رہی روشن اوسکا چراغ مراد
بحق حسین و امام حسن — رہون شاد مین بھی غلام حسن
ذرا انصف و داد کی ہی یہ جا — کہ دریا سخن کا دیا ہی بہا
زبس عمر کی اس کہانی مین صرف — تب ایسی یہ نکلی ہین موتی سی حرف
جو آہن جب بن گیا ہون مین گر — تب ایسی ہوی ہین سخن کی نظیر

نہین

نہین مثنوی ہی یہ اک پہلجہڑے مسلسل ہی موتی کی گویا لڑے
نئی طرز ہی اور نئی ہی زبان نہین مثنوی ہی یہ سحر البیان
رہیگا جہان مین مرا اس سے نام کہ ہی یادگار جہان یہ کلام
ہر ایک بات پر دل کو مین خون کیا تب اسطرح رنگین یہ مضمون کیا
اگر واقعی غور تک کیجیے صلا اسکا کم ہی جو کچہ دیجیے
غرض جسنی اسکو سنا یہ کہا حسن آفرین مرحبا مرحبا
جو منصف سنینگے کہینگے سبہی نہ ایسی ہوئی ہی نہ ہوگی کبہی
میری ایک مشفق ہین مرزا قتیل کہ ہین شاہ راہ سخن کی دلیل
سنی مثنوی جب یہ مجہسی تمام دیا اسکی تاریخ کا انتظام
زبس شعر کہتی ہین وہ فارسی ہر ایک شعر اونکا ہی جون آرسی
اونہون نی شتابی اوٹہا کر قلم یہ تاریخ کی فارسی مین رقم

قطعۂ تاریخ

بہ تفتیش تاریخ این مثنوی کہ گفتش حسن شاعر دہلوی
زدم غوطہ در بحر فکر رسا کہ آرم بکف گوہر مدعا
بگوشم ز ہاتف رسید این ندا بہ این مثنوی باد ہر دل فدا

قطعۂ تاریخ

میان مصحفی کو جو بہایا یہ طور اونہون نی بہی کر فکر از راہ غور
کہی اسکی تاریخ یون برمحل یہ بتخانۂ چین ہی بے بدل

تمام شد

آخری قطعہ سے تاریخ
(مثنوی) ...
۱۱۹۹

بعد حمد و نعت کی جاننا چاہیے کہ قصہ بے نظیر و بدر منیر تصنیف میر حسن دہلوی
کہ دلچسپ ترین قصص ہے بسبب کتابت کاتبان نا فہم کی اکثر جا غلط تھا
سو مولوی مقبول احمد صاحب گوپاموی اور مولوی میر فرخندہ علی صاحب
ساکن قصبہ سیوتنی نے بکمال سعی و تردد صحت اسکی کی اور میر حسن رضوی نے
بیت السلطنت لکھنؤ محلہ محمود نگر مین پچیسوین تاریخ ماہ ربیع الاول
سنہ بارہ سو ساٹھہ ہجری مین کتابت لالہ شیو لال سے چھاپا

قطعہ تاریخ

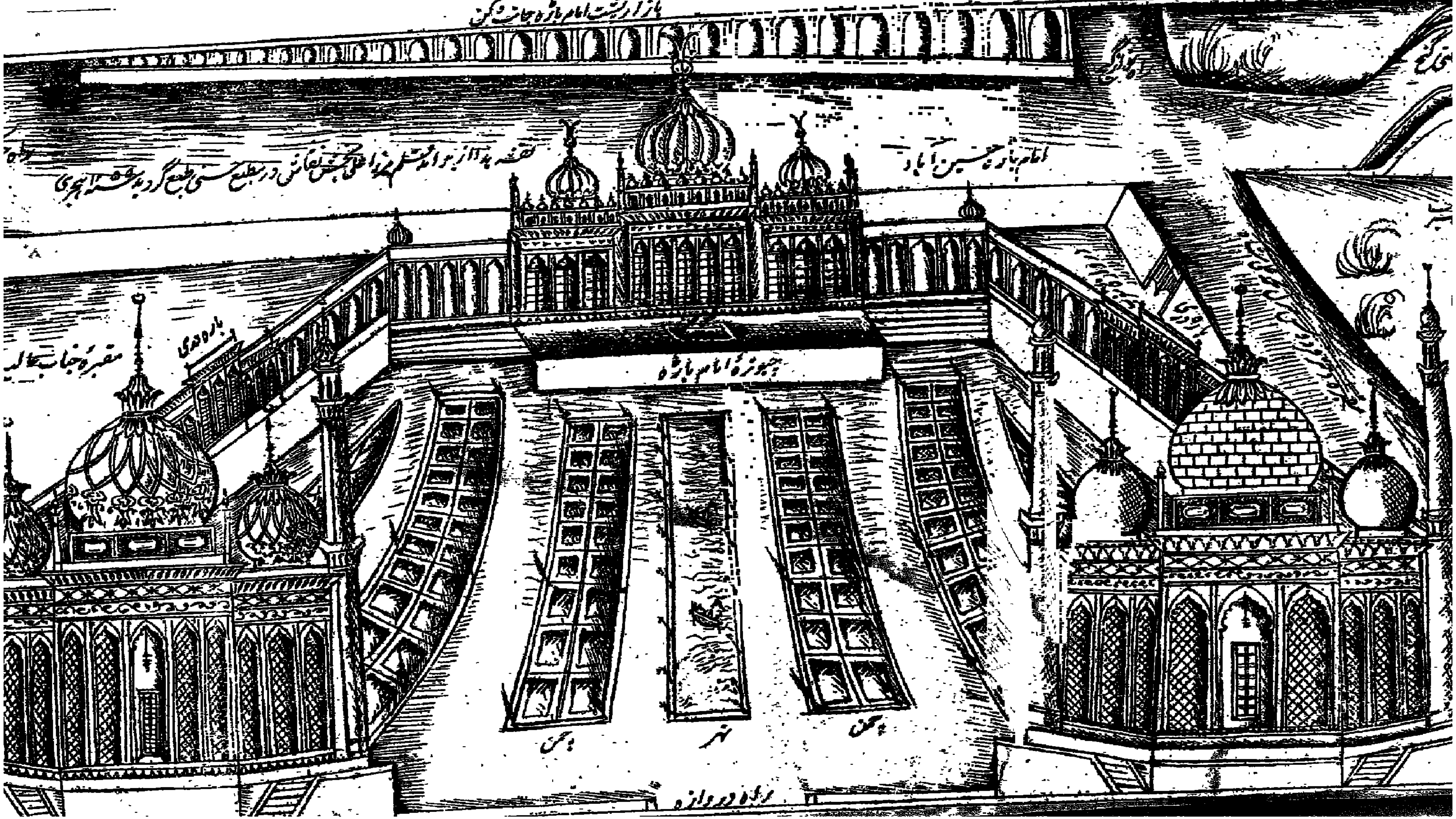
از نتایج طبع مولوی مقبول احمد صاحب گوپاموی

مطبع سید حسن مین جب چھپی — خوب صحت سے حسن کی مثنوی
کر تصور چہرہ بدر منیر — یون کہا دل نے کہانی بے نظیر

قطعہ تاریخ

طبع زاد مولوی کرامت علی صاحب متخلص باظہر

چون مثنوی میر حسن باز طبع شد — از یاد رفت حسن بہار از دل چمن
اظہر نوشت از پی تاریخ وقت طبع — از حسن طبع کرد ہمین مثنوی حسن


امام باڑہ حسین آباد
بارہ دری
چبوترہ امام باڑہ
چمن
نہر
چمن